قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

منگل 05 اکتوبر 2021ء | 27 صفر 1443 ہجری قمری | 05 اخاء 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:236

ارشاد باری تعالیٰ

اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِ مِنۡ رَّبِّہٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِہٖ ۟ وَقَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ٭۫ غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۲۸۶﴾

(البقرہ:286)

ترجمہ: رسول اس پر ایمان لے آیا جو اس کے ربّ کی طرف سے اس کی طرف اتارا گیا اور مومن بھی۔ (اُن میں سے) ہر ایک ایمان لے آیا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر (یہ کہتے ہوئے کہ) ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کریں گے۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ تیری بخشش کے طلبگار ہیں۔ اے ہمارے ربّ! اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

شروع میں جب جلسوں کا آغاز ہوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب یہ پتہ چلا کہ جلسے کے مقصد کو لوگ پورا نہیں کر رہے تو آپ نے بڑی سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اِس سال مَیں جلسہ کا انعقاد نہیں کروں گا اور اُس سال جلسہ منعقد نہیں ہوا۔ اور اس کے ملتوی کرنے کا جو اعلان آپ نے فرمایا وہ ایسا ہے کہ ہر مخلص کو آج بھی بے چین کرنے والا ہے اور بے چین کرنے والا ہونا چاہئے۔ آپ نے فرمایا کہ ’’اس جلسہ سے مدّعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زُہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مؤاخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راست بازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمّات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔‘‘

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

پھر فرمایا ’’یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ مخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحتِ نیّت اور حُسنِ ثمرات پر موقوف ہے، ورنہ بغیر اس کے ہیچ۔‘‘

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

اگر نیت صحیح نہیں اور اچھے پھل نہیں حاصل ہو رہے۔ وہ مقصد حاصل نہیں ہو رہا جس کے لئے جلسہ منعقد کیا گیا ہے تو پھر بالکل ہیچ ہے، اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

یہ جو آپ نے فرمایا کہ بار بار کی ملاقاتوں سے ایسی تبدیلی پیدا کریں۔ یہ کس کی ملاقاتیں ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ملاقاتیں ہیں۔ پس اگر ایسے لوگ جو حضرت بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

روحانیت میں خود کو بڑھائیں گے تین دن (منظوم)
کتاب، تعلیم کی تیاری
جلسہ سالانہ کینیڈا۔ مختصر تاریخ
جلسہ سالانہ فرانس

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سنو اور اطاعت کرو

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلسَّمۡعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الۡمَرۡءِ الۡمُسۡلِمِ فِیۡمَآ أَحَبَّ وَکَرِہَ مَا لَمۡ یُؤۡمَرۡ بِمَعۡصِیَةٍ فَإِذَآ أُمِرَ بِمَعۡصِیَةٍ فَلَا سَمۡعَ وَلَا طَاعَةَ۔

(صحیح البخاری، کتاب الاحکام باب السمع والطاعة للإمام مالم تکن معصیة)

حضرت عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سننا اور ماننا مسلمان مرد پر واجب ہے اس میں جو وہ پسند کرے اور (اس میں بھی) جو وہ ناپسند کرے اور یہ حکم اس وقت تک ہے جب تک کہ معصیت کا حکم نہ دیا جائے۔ لیکن اگر معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر نہ سننا ہے اور نہ اطاعت ہے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

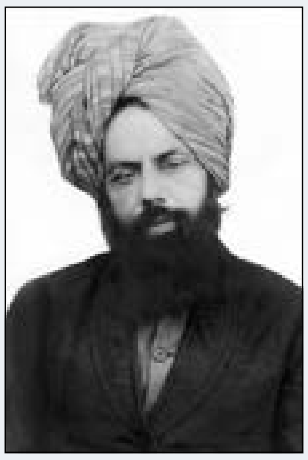

سب کو متوجّہ ہو کر سننا چاہیے

جلسہ کی کارروائی کو غور سے سننے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا:

’’سب کو متوجہ ہو کر سننا چاہئے اور پورے غور اور فکر کے ساتھ سنو کیونکہ یہ معاملہ ایمان کا معاملہ ہے۔ اس میں غفلت، سستی اور عدم توجہ بہت برے نتیجے پیدا کرتی ہے۔ جو لوگ ایمان میں غفلت سے کام لیتے ہیں اور جب ان کو مخاطب کر کے کچھ بیان کیا جاوے تو غور سے اس کو نہیں سنتے ہیں ان کو بولنے والے کے بیان سے خواہ وہ کیسا ہی اعلیٰ درجہ کا مفید اور مؤثر کیوں نہ ہو کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ کان رکھتے ہیں مگر سنتے نہیں۔ دل رکھتے ہیں پر سمجھتے نہیں۔ پس یاد رکھو کہ جو کچھ بیان کیا جاوے اسے توجہ اور بڑے غور سے سنو کیونکہ جو توجہ سے نہیں سنتا ہے وہ خواہ عرصہ دراز تک فائدہ رساں وجود کی صحبت میں رہے اسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 142 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تقاریر سننے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’سب صاحبان متوجہ ہو کر سنیں۔ مَیں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کے لئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قِیل وقَال جو لیکچروں میں ہوتی ہے اس کو ہی پسند نہ کیا جاوے اور ساری غرض و غایت آ کر اُس پر ہی نہ ٹھہر جائے کہ بولنے والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیسا زور ہے۔ مَیں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلّف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا ہی یہی اقتضا ہے کہ جو کام ہو اللہ کے لئے ہو۔ جو بات ہو خدا کے واسطے ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 398-399 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

’’مسلمانوں میں ادبار اور زوال آنے کی یہ بڑی بھاری وجہ ہے ورنہ اس قدر کانفرنسیں اور انجمنیں اور مجلسیں ہوتی ہیں اور وہاں بڑے بڑے لسّان اور لیکچرار اپنے لیکچر پڑھتے اور تقریریں کرتے، شاعر قوم کی حالت پر نوحہ خوانیاں کرتے ہیں۔ وہ بات کیا ہے کہ اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ قوم دن بدن ترقی کی بجائے تنزّل ہی کی طرف جاتی ہے۔ بات یہی ہے کہ ان مجلسوں میں آنے جانے والے اخلاص لے کر نہیں جاتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 401 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

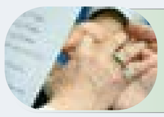

دربارِ خلافت

صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے دینی غیرت کے بعض واقعات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ فرماتے ہیں کہ میرا بڑا لڑکا عبدالرحمٰن جو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا، 1907ء میں سکول میں ہی فوت ہو گیا۔ اُس کی سخت بیماری کی خبر سن کر میں باہر سے آیا۔ حضرت مولوی نورالدین اعظمؓ اس کا علاج فرما رہے تھے۔ میں حضرت صاحب کے پاس گیا۔ حضور نے اپنے پاس سے کچھ گولیاں دیں کہ دودھ میں گھس کر دو۔ (گھول کر دے دو۔) ابھی یہ گولیاں نہ کھلائی تھیں کہ وہ فوت ہو گیا۔ میں نے نعش کو فیض اللہ چک لے جانے کی اجازت طلب کی جو دے دی گئی۔ دوسرے جمعہ پر میں جب پھر قادیان گیا تو مجھے دور سے دیکھ کر فرمایا میاں نبی بخش آ جاؤ۔ اُس وقت بڑے بڑے آدمی حضور کے پاس بیٹھے تھے لیکن حضور نے مجھ حقیر ناچیز کو اپنی دائیں طرف بٹھایا اور فرمایا میاں نبی بخش معلوم ہوتا ہے آپ نے بڑا صبر کیا ہے۔ میری کمر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا ہم نے آپ کے لئے بہت دعا کی ہے اور کرتا رہوں گا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نعم البدل دے گا۔ (چنانچہ پھر اُن کی اولاد بھی ہوئی۔)

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 303-304 روایات حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ)

وقت ہے تو کچھ دینی غیرت کے واقعات بھی ہیں جو پیش کرتا ہوں۔ حضرت ڈاکٹر محمد طفیل خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ شان تھی کہ جس کسی نے بھی حضور کی ذلت و رسوائی چاہی وہ سزا سے نہ بچ سکا۔ ایک مولوی غوث محمد صاحب ساکن بھیرہ مشن سکول بٹالہ میں عربک ٹیچر تھے۔ ایک موقع پر انہوں نے اپنے مدرسے کے مسلم سٹاف کے روبرو سیدنا حضرت صاحب کی شان میں سخت گستاخانہ کلمات منہ سے نکالے۔ مجھے اُن کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری۔ میں اُن کی اس نازیبا حرکت کی شکایت کے لئے مسٹر بی ایم سرکار ہیڈ ماسٹر کے پاس گیا۔ لیکن وہاں پہنچنے پر برق کی طرح (جب دروازے پر پہنچا تو کہتے ہیں بجلی کی طرح) میرے دل میں خیال آیا کہ ہیڈ ماسٹر صاحب تو مسیحی ہیں، عیسائی ہیں۔ باعتبار مذہب اُن کو مجھ سے کوئی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ دوسرے لوگوں سے بہر حال اُن کو زیادہ ہمدردی ہے کیونکہ اُن کے وجود سے اُن کے مذہب کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا ہے۔ اس لئے وہ قصور میری طرف ہی منسوب کریں گے۔ مَیں رُک گیا لیکن اُسی وقت میرا دل اللہ کریم سے دعا کی طرف مائل ہو گیا اور میں نے دعا کی کہ مولیٰ کریم! اس شخص نے گو حضور کے ...پیارے مرسل (یعنی اللہ تعالیٰ کو کہا کہ تیرے پیارے مرسل) کے متعلق سخت گستاخی کے الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ جہالت اور عدمِ علمی کی وجہ سے اُس کے منہ سے ایسے الفاظ نکل گئے ہوں اور حقیقت کے معلوم ہونے پر تائب ہو جائے۔ اس لئے اللہ کو درخواست کی کہ تیرے حضور، تیری درگاہ سے یہ چاہتا ہوں کہ حضور اُن کو کوئی ایسا نشان دکھائیں جو ان کے لئے عبرت کا تو باعث ہو لیکن اس میں اُن کے لئے کوئی سزا مقدر نہ رکھی جائے۔ (عبرت بھی ہو لیکن سزا بھی نہ ہو یہ شرط رکھی۔) تو خدا تعالیٰ نے اُس کو یہ نشان دکھایا کہ ریل میں سفر کرتے اُن کا ڈیڑھ دو ماہ کا بچہ کئی دفعہ اپنی ماں کی گود سے گرا اور گر کر اُچھلا اور گاڑی کے فرش پر بھی گرا لیکن چوٹ سے محفوظ رہا۔ جب انہوں نے اس حادثے کا اپنے سفر سے واپسی پر احباب میں ذکر کیا تو میں نے اُن کو بتایا کہ آپ کے اُس دن کے واقعہ کے بعد میں نے دعا کی تھی کہ آپ کو کوئی ایسا نشان دکھایا جائے جس میں آپ مضرت سے محفوظ رہیں۔ یعنی کہ اُس کے نقصان سے محفوظ رہیں۔ اس دعا کے مطابق خدائے کریم نے آپ کو نشان دکھا تو دیا ہے اس کی قدر فرمائیں۔ لیکن انہوں نے شوخی سے جواب دیا کہ یہ اتفاق ہے۔ میں کسی نشان کا قائل نہیں ہوں۔ چونکہ اس نشان سے انہوں نے فائدہ نہ اُٹھایا۔ خدا نے اُن کو پھر اپنی گرفت میں لے لیا۔ وہ بخار میں اچانک مبتلا ہو گئے اور اسی بخار سے مر گئے لیکن مرنے سے پہلے اُن کو واضح ہو گیا کہ یہ سزا اُن کو اُن کی بدزبانی کی وجہ سے ملی ہے۔ اس لئے اپنی خطرناک حالت میں انہوں نے مجھے بار بار بلایا اور میرے جانے پر وہ کہنے لگے کہ آخر آپ نے میری شکایت کر دی۔ حالانکہ آپ نے کہا تھا کہ میں شکایت نہیں کروں گا۔ لیکن مجھے اپنی غلطی کا پتہ لگ گیا ہے اور اب مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ ہی سچے تھے اور مَیں جھوٹا تھا۔‘‘ (کم از کم یہ شرافت تو مرتے مرتے انہوں نے دکھائی۔)

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 156د۔ روایات ڈاکٹر محمد طفیل خاں صاحبؓ)

حضرت حافظ مبارک احمد صاحب لیکچرر جامعہ احمدیہ قادیان حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کے الفاظ میں روایت بیان کرتے ہیں کہ مولوی خان ملک صاحب اپنی شہرت کے لحاظ سے تمام پنجاب بلکہ ہندوستان میں بھی مشہور تھے اور اکثر علماء اُن کے شاگرد تھے لیکن باوجود اس عزت اور شہرت کے نہایت سادہ مزاج اور صوفی منش تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کوئی سخت لفظ نہیں سن سکتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ جلال پور شریف والے پیر مظفر شاہ صاحب نے اُن کو اپنے صاحبزادوں کی تعلیم کے لئے بلایا لیکن انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ایک سخت کلمہ کہا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ مَیں آپ کے بچوں کو پڑھانے کے لئے تیار نہیں۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 169۔ روایات مولوی خاں ملک صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 13/ اپریل 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

روحانیت میں خود کو بڑھائیں گے تین دن

جلسہ سالانہ کے حوالے سے نظم

روحانیت میں خود کو بڑھائیں گے تین دن
اک جاگ پھر سے ہم میں لگائیں گے تین دن

گونجے گا شش جہت میں رسولِ خدا کا نام
نعتِ رسولِ پاک سنائیں گے تین دن

پھر سے لگیں گی گلشنِ احمد میں رونقیں
ہر دل میں شمعِ عشق جلائیں گے تین دن

اُٹھیں ہیں عزم کر کے غلامانِ مصطفیٰ
دنیا کو اک خدا کا بتائیں گے تین دن

آؤ! خدا کے فیض کا چشمہ ہے بہ رہا
جامِ مئے علوم پلائیں گے تین دن

نورِ خدا کو پاؤ گے جلوہ نما یہیں
روئے زمیں پہ نور دکھائیں گے تین دن

حافظ مستنصر احمد قاہر

اداریہ

کتاب، تعلیم کی تیاری

قسط 14

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟
2۔ نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟
3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

یاد رکھو کہ پاکیزگی کے مراحل بہت دور ہیں اور وہ ان خیالات سے بالاتر ہیں۔ صرف پاکیزگی حاصل کرنا اور سچے طور سے صغائرِ کبائرِ سے بچ جانا ان لوگوں کا کام ہے جو ہر وقت خدا کو آنکھ کے سامنے رکھتے ہیں اور فرشتہ سیرت بھی وہی لوگ ہوسکتے ہیں۔ دیکھو ایک بکری کو اگر ایک شیر کے سامنے باندھ دیں تو وہ اپنا کھانا پینا ہی بھول جاوے چہ جائیکہ وہ ادھر ادھر کھیتوں میں مُنہ مارے اور لوگوں کی محنت اور جانفشانیوں سے پیدا کی ہوئی کھیتیوں سے کھاوے۔ پس یہی حال انسان کا ہے۔ اگر اس کو یہ یقین ہو کہ میں خدا تعالےٰ کو دیکھ رہا ہوں یا کم از کم خدا تعالےٰ مجھے دیکھ رہا ہے تو بھلا پھر ممکن ہے کہ کوئی گناہ اس سے سرزد ہوسکے؟ ہرگز نہیں۔ یہ ایک فطرتی قاعدہ ہے کہ جب یقین اور قطعی علم ہو کہ اس جگہ قدم رکھنا ہلاکت ہے یا ایک سوراخ جس میں کالا سانپ ہو اور یہ خود اسے دیکھ بھی لیوے تو کیا اس میں اُنگلی ڈال سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ غرض یہ فطرت انسانی میں ہی رکھا گیا ہے کہ جہاں اس کو ہلاکت کا یقین ہوتا ہے اس جگہ سے بچتا اور پرہیز کرتا ہے۔ جب تک اس درجہ تک خدا تعالےٰ کی معرفت نہ ہو جاوے اور یہ یقین پیدا نہ ہو جاوے کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ ایک بھسم کر دینے والی آگ ہے یا ایک خطرناک زہر ہے تب تک حقیقت ایمان کو نہیں سمجھا گیا اور بغیر ایسے کامل یقین اور معرفت کے پھر ایمان بھی ادھورا ایمان ہے۔ وہ ایمان جس کا اعمال پر بھی اثر نہ ہو۔ یا جو ایمان امتحانی حالات میں ذرا بھی تبدیلی پیدا نہ کر سکے کس کام کا ایمان ہے اور اس کی کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔

جو لوگ خیالی کرتے ہیں کہ دنیا کے کاروبار میں آرام سے زندگی بھی بسر کرتے رہیں اور خدا بھی مل جاوے اور انسان پاک بھی ہو جاوے اور اسے کوئی محنت اور کوشش نہ کرنی پڑے یہ بالکل غلط خیال ہے۔ کل انبیاء، اولیاء، اتقیاء اور صالحین کا یہ ایک مجموعی مسئلہ ہے کہ پاک کرنا خدا کا کام ہے اور خدا کے اس فضل کے جذب کے واسطے اتباع نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ازبس ضروری اور لازمی ہے جیسا کہ فرماتا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران: 32)۔ سورج دنیا میں موجود ہے مگر چشم بینا بھی تو چاہیئے۔ خدا تعالےٰ کا قانون قدرت لغو اور بے فائدہ نہیں ہے۔ جو ذرائع کسی امر کے حصول کے خدا تعالیٰ نے بنائے ہیں۔ آخر انہیں کی پابندی سے وہ نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ کان سننے کے واسطے خدا نے بنائے ہیں مگر دیکھ نہیں سکتے۔ آنکھ جو دیکھنے کے واسطے بنائی گئی ہے وہ سننے کا کام نہیں کر سکتی۔ بس اسی طرح خدا تعالیٰ کے فضل کے فیضان کے حصول کی جو راہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائی ہے اس سے باہر رہ کر کیسے کوئی کامیاب ہو سکتا ہے۔ حقیقی پاکیزگی اور طہارت ملتی ہے اتباع نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ خود خدا نے فرمادیا کہ اگر خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو تو رسولؐ کی پیروی کرو۔ پس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہمیں کسی نبی یا رسول کی کیا ضرورت ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کے قانون قدرت کو باطل کرنا چاہتے ہیں۔

خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم پاک نہیں ہوسکتے جب تک کہ میں کسی کو پاک نہ کروں۔ تم اندھے ہو مگر جسے میں آنکھیں دوں۔ تم مردے ہو مگر جسے مَیں زندگی عطا کروں۔ پس انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ دُعا میں لگا رہے اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی سچی تڑپ اور سچی خواہش پیدا کرے اور خدا تعالےٰ کی محبت کی پیاس دل میں پیدا کرے تاکہ پھر خدا تعالےٰ کا فیضان بھی اس کی نصرت کرے اور اسے قدرت نمائی سے اُٹھائے۔ خدا تعالےٰ کی تلاش میں اور اس کی مرضی کے ڈھونڈنے میں فنا ہو جاوے تا خدا پھر اسے زندہ کرے اور شربتِ وصال پلا دے۔ اور اگر انسان جلدی کرے گا اور خدا تعالےٰ کی چنداں پروانہ کرے گا یا معمولی طور سے لاپرواہی کرے گا تو پھر یاد رکھو کہ خدا بھی غنی عن العالمین ہے۔ کیا کوئی ہے جو خدائی قانون کو مٹا سکے جو کہ اس نے فضل کے حصول کے واسطے بنادیا ہے کہ فضل کے حصول کے امیدوار ازراہ نیاز اس دروازے سے داخل ہوں۔ جب ان کی امیدیں پوری ہوں گی ورنہ اگر تمام عمر بھی بھٹکتے پھریں بجز اس اصلی راہ کے (جو اتباع نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہے) ہرگز ہرگز منزل مقصود کو نہیں پہنچ سکیں گے۔ خدا تعالیٰ نے ایک راہ بتا دی ہے۔ ہلاک ہو گا وہ جو پیروی نہ کرے گا۔ مگر لوگ باوجود سمجھانے کے نہیں سمجھتے اور لاپرواہی کرتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ اس راہ کو جس کی ہم ان کو دعوت دیتے ہیں آزمالیں کہ آیا ہم سچ کہتے ہیں یا جُھوٹ۔ ہماری طرف سے تو خدا بحث کر رہا ہے اور اس نے ہماری تائید میں آجتک ہزاروں نشان بھی دکھائے۔ کون شخص ہے جس نے ہمارا کوئی نہ کوئی نشان نہ دیکھا ہو۔ ابھی ایک انگریز امریکہ سے ہمارے پاس آیا تھا۔ وہ خود اقرار کر گیا ہے کہ واقعی میں ڈوئی آپ کی پیشگوئی کے عین منشاء کے مطابق مرا اگر وہ تو خود بُرا تھا۔

غرض ایک ڈوئی کیا ہزاروں روشن اور زبردست نشان موجود ہیں۔ خدا تعالیٰ کسی کا محکوم تو ہے نہیں وہ چاہے مردے زندہ کرے یا زندوں کو مارے۔

غرض دنیا کے کاموں کے واسطے اپنی عمریں، مال، دولت، صحت، وقت آپ لوگ خرچ کرتے ہیں۔ آخر دین کا بھی حق ہے کہ اس کے لیے بھی کوئی وقت، عمر، دولت خرچ کی جاوے۔ آپ ولایت میں ساڑھے تین سال رہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ تین کو جانے دیں وہ باقی کی ساڑھ ہی ہمارے پاس رہ جاویں۔ پھر دیکھیں کہ آپ کی معلومات میں کیسا مفید اضافہ ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 278-281، ایڈیشن 1984ء)

نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

یاد رکھو کہ ایمان بغیر اعمال صالحہ کے ایسا ہی بیکار ہے جیسا کہ ایک عمدہ باغ بغیر نہر یا دوسرے ذریعہ آبپاشی کے نکمّا ہے۔ درخت خواہ کیسے ہی عمدہ قسم کے ہوں۔ اور اعلیٰ قسم کے پھل لانے والے ہوں مگر جب مالک آبپاشی کی طرف سے لاپروائی کرے گا تو اس کا جو نتیجہ ہو گا وہ سب جانتے ہیں۔ یہی حال روحانی زندگی میں شجر ایمان کا ہے۔ ایمان ایک درخت ہے جس کے واسطے انسان کے اعمال صالحہ روحانی رنگ میں اس کی آبپاشی کے واسطے نہریں بن کر آبپاشی کا کام کرتے ہیں۔ بھر جس طرح ہر ایک کاشتکار کو تخم ریزی اور آبپاشی کے علاوہ بھی محنت اور کوشش کرنی پڑتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ نے رُوحانی فیوض و برکات کے ثمرات حَسَنہ کے حصول کے واسطے بھی مجاہدات لازمی اور ضروری رکھے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت: 70)۔

نفس انسانی ایک بیل کے مشابہ ہے اور اس کے تین درجے ہوتے ہیں

نفس امّارہ۔ امّارہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ امّارہ کہتے ہیں بدی کی طرف لے جانے والا۔ بہت بدی کا حکم کرنے والا۔

دوسری قسم نفس کی نفس لوّامہ ہے۔ لوّامہ کہتے ہیں ملامت کرنے والے کو۔ انسان سے ایک وقت بدی ہو جاتی ہے مگر ساتھ ہی اس کا نفس اس کو بدی کی وجہ سے ملامت بھی کرتا اور نادم ہوتا ہے۔ یہ انسانی فطرت میں رکھا گیا ہے مگر بعض طبائع ایسے بھی ہیں کہ اپنی گندہ حالت اور سیاہ کاریوں کی وجہ سے وہ ایسے محجوب ہو جاتے ہیں کہ ان کی فطرت فطرت سلیم کہلانے کی مستحق نہیں ہوتی۔ ان کو اس ملامت کا احساس ہی نہیں ہوتا مگر شریف الطبع انسان ضرور اس حالت کا احساس کرتا اور بعض اوقات وہی ملامت نفس اس کے واسطے باعث ہدایت ہو کر موجب نجات ہو جاتی ہے۔ مگر یہ حالت ایسی نہیں کہ اس پر اعتبار کیا جاوے۔

نفس کی ایک تیسری حالت ہے جسے مطمئنّہ کے نام سے پکارا گیا ہے اور وہ انسان کو جب حاصل ہوتی ہے کہ انسان نفس امّارہ اور پھر نفس لوّامہ کی مشکلات کو حل کر جائے اور اس جنگ میں اس کو فتح نصیب ہو۔ نفس امّارہ انسان کا دشمن ہے اور وہ گھر کا پوشیدہ دشمن ہے۔ لوّامہ بھی کبھی کبھی دشمنی کا ارادہ کرتا ہے مگر باز آجاتا ہے۔ مگر برخلاف ان دونوں حالتوں کے جب انسان ترقی کر کے نفس مطمئنّہ کے درجہ تک ترقی کر جاتا ہے تو اس کی ایسی حالت ہوتی ہے کہ گویا اس کا دشمن اس کے زیر ہو گیا اور اس نے دشمن پر نمایاں فتح حاصل کر لی اور صلح ہو گئی۔ انسانی ترقیات کی آخری حد اور اس کی زندگی کا انتہائی نقطہ اسی بات پر ختم ہوتا ہے کہ انسان حالتِ مطمئنّہ حاصل کر لے اور وہ ایسی حالت ہوتی ہے کہ اس کی رضا خدا کی رضا اور اس کی ناراضگی خدا تعالےٰ کی ناراضگی ہو جاتی ہے۔ اس کا ارادہ خدا تعالےٰ کا ارادہ ہوتا ہے اور وہ خدا کے بُلائے بولتا اور خدا کے چلائے چلتا ہے۔ تمام افعال حرکات و سکنات اس سے نہیں بلکہ خدا اسے سرزد ہوتے ہیں۔ اور انسان کی پہلی حالت پر ایک قسم کی موت وارد ہو جاتی ہے اور ایک نئی زندگی کا جامہ اُسے از سرنو عطا کیا جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 395-397، ایڈیشن 1984ء)

تیسرا مقام خدا تعالیٰ کے شکر کا یہ ہے کہ یہ خاص خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ اُس نے آپ لوگوں کے دلوں میں اس طرف توجہ ڈالی اور آپ لوگ یہاں تکلیف اُٹھا کر تشریف لائے۔ خدا کرے کہ جس طرح ہم جسمانی طور سے مِل کر بیٹھے ہیں اور جسمانی ملاقات ہوئی ہے اسی طرح ایک دن وہ بھی آوے کہ رُوحانی طور سے بھی ہم مل بیٹھیں۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو زبان دی اور ایک دل بخشا ہے۔ صرف زبان سے کوئی فتح نہیں ہو سکتی۔ دلوں کو فتح کرنے والا دل ہی ہوتا ہے جو قوم صرف زبانی ہی زبانی جمع خرچ کرتی ہے۔ یاد رکھو کہ وہ کبھی بھی فتح یاب نہیں ہو سکتی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

کا نمونہ دیکھو کہ کیا اُن کے پاس کوئی ظاہری سامان تھے؟ ہر گز نہیں۔ مگر پھر بایں ہمہ کہ وہ بے سر و سامان تھے اور دشمن کثیر اور ہر طرح کے سامان اسے مہیّا تھے ان کو خدا تعالیٰ نے کیسی کیسی بے نظیر کامیابیاں عطا کیں بھلا کہیں کسی تاریخ میں ایسی کامیابی کی کوئی نظیر ملتی ہے؟ تلاش کر کے دیکھ لو مگر لا حاصل۔ پس جو شخص خدا کو خوش کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی دُنیا ٹھیک ہو جاوے، خود پاک دل ہو جاوے۔ نیک بن جاوے اور اس کی تمام مشکلات حل اور دُکھ دُور ہو جاویں اور اس کو ہر طرح کی کامیابی اور فتح و نصرت عطا ہو تو اس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے ایک اصول بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰٮہَا (الشمس:10)۔ کامیاب ہو گیا، بامراد ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا۔ تزکیہ نفس میں ہی تمام برکات اور فیوض اور کامیابیوں کا راز پنہاں ہے۔

فلاح صرف امور دینی ہی میں نہیں۔ بلکہ دنیا و دین میں کامیابی ہو گی۔ نفس کی ناپاکی سے بچنے والا انسان کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ دنیا میں ذلیل ہو۔

میں یہ قبول نہیں کر سکتا کہ فلسفہ، ہیئت اور سائنس کا ماہر ہونے سے تزکیہ نفس بھی ہو جاتا ہے۔ ہر گز نہیں۔ البتہ یہ مان سکتا ہوں کہ ایسے شخص کے دماغی قویٰ تیز اور اچھے ہو جاتے ہیں۔ ورنہ ان علوم کو رُوحانیت سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ بعض اوقات یہ امور رُوحانی ترقی کی راہ میں ایک روک ہو جاتے ہیں اور آخری نتیجہ اس کا بجُز اس خوش قسمت کے کہ وہ فطرتِ سلیم رکھتا ہے۔ اکثر کبر و نخوت ہی دیکھا ہے۔ کبھی نیکی اور تواضع ان میں نہیں ہوتی۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 391-392، ایڈیشن 1984ء)

بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

دنیا میں اس زمانے میں نفاق بہت بڑھ گیا ہے۔ بہت کم ہیں جو اخلاص رکھتے ہیں۔ اخلاص اور محبت شعبہ ایمان ہے۔ آپ کو خدا آپ کی محبت اور اخلاص کا اجر دے اور تقویت عطا کرے۔ اخلاق فاضلہ اسی کا نام ہے بغیر کسی عوض معاوضہ کے خیال سے نوع انسان سے نیکی کی جاوے۔ اسی کا نام انسانیت ہے۔ ادنیٰ صفت انسان کی یہ ہے کہ بدی کا مقابلہ کرنے یا بدی سے در گزر کرنے کی بجائے بدی کرنے والے کے ساتھ نیکی کی جاوے۔ یہ صفت انبیاء کی ہے اور پھر انبیاء کی صحبت میں رہنے والے لوگوں کی ہے اور اس کا اکمل نمونہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ خدا تعالےٰ ہر گز ضائع نہیں کرتا ان دلوں کو کہ ان میں ہمدردی بنی نوع ہوتی ہے۔

صفات حسنہ اور اخلاق فاضلہ کے دو ہی حصّے ہیں اور وہی قرآن شریف کی پاک تعلیم کا خلاصہ اور لب لباب ہیں۔ اوّل یہ کہ حق اللہ کے ادا کرنے میں عبادت کرنا۔ فسق و فجور سے بچنا اور کل محرمات الٰہی سے پرہیز کرنا اور اوامر کی تعمیل میں کمر بستہ رہنا۔ دوم یہ کہ حق العباد ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے اور بنی نوع انسان سے نیکی کرے۔ بنی نوع انسان کے حقوق بجا نہ لانے والے لوگ خواہ حق اللہ کو ادا کرتے ہی ہوں بڑے خطرے میں ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ تو ستار ہے، غفار ہے۔ رحیم ہے اور حلیم ہے اور معاف کرنے والا ہے۔ اس کی عادت ہے کہ اکثر معاف کر دیتا ہے مگر بندہ (انسان) کچھ ایسا واقع ہوا ہے کہ کبھی کسی کو کم ہی معاف کرتا ہے۔ پس اگر انسان اپنے حقوق معاف نہ کرے تو پھر وہ شخص جس نے انسانی حقوق کی ادائگی میں کوتاہی کی ہو یا ظلم کیا ہو خواہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری میں کوشاں ہی ہو اور نماز روزہ وغیرہ احکام شرعیہ کی پابندی کرتا ہی ہو۔ مگر حق العباد کی پرواہ نہ کرنے کی وجہ سے اس کے اور اعمال بھی حبط ہونے کا اندیشہ ہے۔

غرض مومن حقیقی وہی ہے جو حق اللہ اور حق العباد دونو کو پورے التزام اور احتیاط سے بجا لاوے۔ جو دونو پہلوؤں کو پوری طرح سے مد نظر رکھ کر اعمال بجا لاتا ہے وہی ہے کہ پورے قرآن پر عمل کرتا ہے ورنہ نصف قرآن پر ایمان لاتا ہے۔ مگر یہ ہر دو قسم کے اعمال انسانی طاقت میں نہیں کہ بزور بازو اور اپنی طاقت سے بجا لانے پر قادر ہو سکے۔ انسان نفس امّارہ کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ جب تک اللہ تعالےٰ کا فضل اور توفیق اس کے شامل حال نہ ہو کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 289-291، ایڈیشن 1984ء)

ہمارے نزدیک کوشش کر کے انسان جب تک ایک پاک تبدیلی کی طرف نہیں جُھکتا اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا۔ نفس امّارہ کا مغلوب کرنا بہت بڑا بھاری مجاہدہ ہے۔ اسی نفس امّارہ ہی کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے انسان نہ حق اللہ کو ادا کر سکتا ہے اور نہ حق العباد سے سبکدوش ہو سکتا ہے۔ شریعت نے دو ہی حصّے رکھے ہیں۔ ایک حق اللہ اور دوسرا حق العباد۔

حق اللہ کیا ہے؟ یہی کہ اس کی عبادت کرنا اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا اور ذکر اللہ میں لگے رہنا، اس کے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب کرنا، اس کے محرمات سے بچتے رہنا وغیرہ۔

حق العباد کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی پر ظلم نہ کرنا اور کسی کے حقوق میں دست اندازی نہ کرنا جہاں اس کا حق نہیں ہے۔ جھوٹی گواہی نہ دینا وغیرہ۔

اب یہ دونوں امر ایسے مشکل ہیں کہ تمام گناہ، جرائم، معاصی اور دوسری طرف تمام نیکیوں کے اصول اسی میں آگئے ہیں۔ کہنے کو تو ہر ایک کہہ لیتا ہے کہ میں اپنی قوت سے گناہ سے بچ سکتا ہوں مگر انسان فطرت سے الگ ہر گز نہیں ہو سکتا۔ فطرت انسانی کسی کپڑے کا دامن تو ہے نہیں کہ پلید ہوا تو کاٹ کر الگ کر دیا جا سکے۔ فطرت رُوح کا پیدائشی جُزو ہے۔ پس جبکہ انسانی فطرت میں ہی یہی رکھا گیا ہے کہ انسان انہی امور سے خائف ہوتا اور پرہیز کرتا ہے۔ جن کو وہ اپنی ہلاکت کا باعث اور مضر یقین کرتا ہے۔ کسی نے کوئی نہ دیکھا ہو گا کہ سٹرکنیا کو باوجود سٹرکنیا تسلیم کرنے کے دانستہ استعمال کرے یا سانپ کو سانپ یقین کرتے ہوئے ہاتھ میں پکڑ لے یا ایک طاعون زدہ گاؤں میں جہاں موتا موتی کا بازار گرم ہے خوامخواہ جا گھسے۔ اس اجتناب اور پرہیز کی وجہ کیا ہے۔ یہی کہ ان باتوں کو وہ مہلک یقین کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 319، ایڈیشن 1984ء)

(ترتیب و کمپوزڈ۔ فضل عمر شاہد۔ خاقان احمد صائم۔ لٹویا)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں اپنی کچھ کمزوریوں کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناراضگی کا مورد بنے تو آجکل تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ تعداد کے لحاظ سے ہم کتنے ہیں اور ہماری کیا حالت ہے جو اس زُمرہ میں آتے ہیں۔ ان لوگوں میں آتے ہیں جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ پس اس لحاظ سے ہر ایک کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ اگر وہ معیار نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام چاہتے ہیں تو پھر ہم جلسہ میں شامل ہونے کے حق دار بھی نہیں ہیں۔ یا یہ دیکھیں کہ ہم حق دار ہیں بھی کہ نہیں؟ یا صرف اس لئے کہ پیدائشی احمدی ہیں یا پرانے احمدی ہو گئے، کئی سالوں سے بیعت کر کے یا بزرگ آباؤ اجداد کی اولاد ہیں اس لئے شامل ہو رہے ہیں تو پھر وہ مقصد پورا نہیں کر رہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔ یا اس نیت سے نہیں آئے کہ ہم نے یہ مقصد حاصل کرنے کی اپنی تمام تر صلاحیتوں سے کوشش کرنی ہے یا کرتے رہے ہیں یا کر رہے ہیں تو پھر اگر یہ نہیں تو پھر جلسوں پر آنا ایک میلے پر آنا ہی ہے۔ پس اس بات سے ہر مخلص احمدی کے دل میں ایک فکر پیدا ہونی چاہئے۔ اب تو ہر سال دنیا کے مختلف ممالک کے جلسے ہوتے ہیں بعض میں مَیں شامل ہوتا ہوں۔ بعض پر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے شرکت ہو جاتی ہے۔ یورپ کے بعض جلسوں میں آپ میں سے بہت سے شامل ہوتے ہیں۔ اس وقت بھی میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں جو کئی جلسوں میں شامل ہوئے۔ یُوکے کے جلسہ کے بعد جرمنی کے جلسہ میں بہت سے شامل ہو کر آئے ہیں اور ہر جلسہ پر جلسہ کے مقاصد اور دینی علمی اور روحانی ترقی کی باتیں ہوتی ہیں اور تقاریر ہوتی ہیں اور بہت سے لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ ایک خاص ماحول تھا اس میں روحانیت کے نظارے ہم نے دیکھے۔ آپس میں بہت پیار اور بھائی چارے کے نظارے ہم نے دیکھے۔ لوگ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بعض مہمان گئے ہوئے تھے وہ بھی یہ ماحول دیکھ کر بڑے متاثر ہوئے۔ پس ان باتوں کی وجہ سے اور ایک سال میں ایک سے زیادہ جلسوں میں شامل ہونے کی وجہ سے ایک انقلاب ہماری حالتوں میں آ جانا چاہئے۔ کہاں تو وہ زمانہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ سال میں ایک دفعہ جلسہ میں شامل ہوں تا کہ تمہارے اندر ایسی پاک تبدیلی ہو کر سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کی طرف ایک خاص توجہ پیدا ہو۔ اور کجا اب یہ حالت ہے کہ بعض لوگ سال میں ایک سے زائد جلسوں میں شامل ہوتے ہیں۔ پس جائزہ لیں کہ پھر ایسے حالات میں کیسا انقلاب آ جانا چاہئے۔ بیشک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک ملاقات ہی کئی جلسوں پر بھاری تھی اور آپ سے مل کے ایک انقلاب آ جاتا تھا۔ بہر حال نبی کا ایک مقام ہوتا ہے۔ لیکن اب مسلسل کئی جلسوں کو دیکھنا اور شامل ہونا کچھ تو پاک تبدیلی پیدا کرنے کا باعث ہونا چاہئے۔ باتیں تو اب بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی بیان کی جاتی ہیں۔ الفاظ تو آپ علیہ السلام کے ہی بیان کئے جا رہے ہیں اور پھر اس سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں اور باتیں ہیں جو مختلف تقریروں میں بیان کی جاتی ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے کلام کی تفسیریں بیان کی جاتی ہیں۔ تو اگر انسان کا ارادہ ہو اور نیک نیت ہو تو پاک تبدیلی کے سامان اب بھی موجود ہیں۔ خلیفہ وقت آپ سے کچھ کہتا ہے تو وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نمائندگی میں ہی کہتا ہے۔ خلافت کے جاری رہنے اور اس کے ساتھ منسلک ہو کر آپ علیہ السلام کی برکات کا تسلسل قائم رہنے کی خوشخبری بھی تو اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی دی تھی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ ان برکات کے یعنی خلافت کی برکات کے جاری رہنے کا وعدہ تمہاری نسبت ہے۔ پس اس لحاظ سے آج مَیں اس موقع سے اس مضمون سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ایم ٹی اے سننے کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں۔

(خطبہ جمعہ 14/ ستمبر 2018ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

۔۔۔۔۔ جلسہ کے دنوں میں جو اصل مقصد ہے دعاؤں کا اس کو بھی سامنے رکھیں۔ درود پڑھتے رہیں۔ ذکر الٰہی سے اپنی زبانوں کو تر کریں۔

(خطبہ جمعہ 14/ ستمبر 2018ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

انصر رضا۔ واقف زندگی۔کینیڈا

جلسہ سالانہ کینیڈا۔ مختصر تاریخ

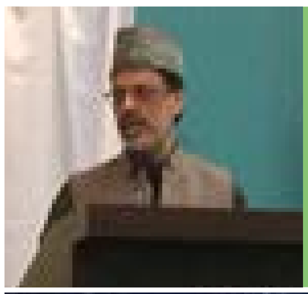

کینیڈا میں احمدیت کے نام کی گونج 1899ء میں پہنچ چکی تھی اور سب سے پہلے احمدی مسلمان مکرم شیخ کرم دین صاحب 1919ء میں یہاں پہنچے۔ ابتداء میں کینیڈا کے احباب جماعت امریکہ کے ماتحت تھے۔ لیکن باقاعدہ جماعت کا قیام 1967ء میں ہوا۔ کینیڈا جماعت کا پہلا جلسہ سالانہ 24، 25 دسمبر 1977ء کو منعقد کیا گیا جس میں پانچ سو کے قریب احباب نے شرکت کی اور چند احباب کینیڈا کے دور دراز علاقوں سے چار ہزار کلومیٹر کا سفر کرکے ٹورنٹو پہنچے۔ اس جلسہ کی خبر اردو انگریزی اخبارات کے علاوہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی نشر ہوئی۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور چند بزرگان سلسلہ کے پیغامات موصول ہوئے۔ صوبہ اونٹاریو کے لیفٹننٹ گورنر نے بھی تہنّیت و تبریک کا پیغام بھجوایا۔

دوسرا جلسہ سالانہ کینیڈا اگلے سال جولائی 1978ء کو منعقد ہوا جس میں چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ اور حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ نے بھی شرکت فرمائی۔ اس جلسہ کے لئے بھی سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا پیغام موصول ہوا جو احباب کو پڑھ کر سنایا گیا۔

تیسرے جلسہ سالانہ کینیڈا منعقدہ 1979ء کی خصوصیت یہ تھی کہ اس برس ویسٹرن کینیڈا جماعت نے بھی اپنا پہلا جلسہ سالانہ منعقد کیا۔ اس کے بعد بغیر کسی تعطل کے ہر برس جلسہ سالانہ کینیڈا منعقد ہوتا رہا۔ بارھویں جلسہ سالانہ میں پہلی مرتبہ کینیڈا کی وفاقی پارلیمنٹ کے ایک رکن اور وان سٹی کی مئیر نے شرکت کی اور خطاب کیا۔ اس کے بعد حکومتی، سیاسی و سماجی معززین کی شرکت ہر جلسہ سالانہ کینیڈا کا ایک لازمی جزو بن گیا۔

17 جون 1989ء کو منعقد ہونے والے تیرھویں جلسہ سالانہ کینیڈا ایک نہایت ممتاز مقام رکھتا ہے جس میں پہلی مرتبہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جلوہ افروز ہوئے۔ اس میں کینیڈا کی وفاقی صوبائی اور مقامی حکومتوں کے معزز نمائندگان نے شرکت کی اور خطاب کرتے ہوئے جہاں احمدیہ مسلم جماعت کے امن و سلامتی پر مشتمل پیغام کو سراہا وہاں اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ اسی دورۂ کینیڈا کے دوران حضور انور نے اپنا تاریخی جملہ ارشاد فرمایا:

’’میری دعا ہے کہ کینیڈا ساری دنیا ہو جائے اور ساری دنیا کینیڈا ہو جائے۔‘‘

جماعت احمدیہ کینیڈا کے لئے دوسرا پُرسعادت موقعہ 1991ء میں آیا جب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کینیڈا کو اپنے ورود مسعود سے دوبارہ سرفراز فرمایا اور جماعت کینیڈا کے پندرھویں جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی۔ اس جلسہ میں بھی بہت سے وزراء حکومت اور دیگر معززین تشریف لائے۔ اگلے برس 1992ء میں حضور انورؒ ایک مرتبہ پھر کینیڈا تشریف لائے۔ اس دورہ میں حضورؒ نے مسجد بیت الاسلام مسجد کا افتتاح فرمایا اور سولھویں جلسہ سالانہ کینیڈا کو رونق بخشی۔ مسجد کے افتتاح اور جلسہ سالانہ میں حسب سابق کثیر تعداد میں حکومتی سیاسی و سماجی معززین نے شرکت کی اور حضورؒ کی بصیرت افروز پُرمعارف گفتگو کو سراہا اور اسے اپنی خوش قسمتی قرار دیا کہ وہ حضورؒ کے ساتھ ایک چھت کے نیچے موجود ہیں۔ مسجد بیت الاسلام کے افتتاح کے بعد جماعت احمدیہ کینیڈا کا سترھواں جلسہ سالانہ مسجد کے احاطہ میں منعقد کئے جانے لگے۔ 1994ء میں اٹھارویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جماعت کینیڈا کو ایک مرتبہ پھر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا جس میں حسب سابق متعدد وفاقی وصوبائی ورزراء اور دیگر سیاسی و سماجی معززین نے شرکت کی اور حضورؒ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

جماعت کینیڈا کے بیسویں جلسہ سالانہ منعقدہ 1996ء کی جہاں ایک خصوصیت یہ تھی کہ ایک دفعہ پھر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ یہاں تشریف لائے وہاں ایک نیا سنگ میل یہ بھی عبور کیا گیا کہ سیٹلائٹ کے ذریعہ اس جلسہ سالانہ کے پروگرام ایم ٹی اے کے ذریعہ نشر کئے گئے۔ اس مرتبہ بھی وفاقی وصوبائی اراکین پارلیمنٹ، دیگر سیاسی و سماجی شخصیات کے علاوہ عربوں کے وفد نے بھی شرکت کرکے حضور انورؒ سے ملاقات کی۔ اگلے برس 1997ء میں حضور انورؒ ایک مرتبہ پھر کینیڈا میں رونق افروز ہوئے اور کینیڈا کے لئے اپنی محبت و شفقت اور خصوصی لگاؤ کے اظہار کے لئے اکیسویں جلسہ سالانہ میں شرکت فرمائی، جماعت کو تبلیغ اور تربیتی امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے پُرمعارف نصائح فرمائیں۔

چوبیسویں جلسہ سالانہ میں اس وقت کے وزیر خزانہ پال مارٹن صاحب نے، جو بعد میں وزیر اعظم بن گئے، اپنے غیر معمولی اور تاریخی خطاب میں سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ کے پورا ہونے کا ذکر کیا اور جماعت کی پُرامن تعلیم کو سراہتے ہوئے کہا کہ وہ جلد ہی جاپان میں منعقد ہونے والی آٹھ بڑے صنعتی ملکوں کے وزرائے خزانہ کی کانفرنس میں اس کا ذکر کریں گے۔

چھبیسواں جلسہ سالانہ کینیڈا منعقدہ 2002ء ایک نئی تبدیلی کے ساتھ منعقد ہوا۔ اس بار یہ جلسہ مسجد بیت الاسلام کے احاطہ کی بجائے ایئرپورٹ روڈ مسی ساگا پر واقع وسیع و عریض ہال انٹرنیشنل سنٹر میں منعقد ہوا جو جماعت کی روزافزوں ترقی اور وسعت کے ثبوت کے ساتھ ساتھ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام ’’وَسِّعۡ مَکَانَکَ‘‘ کے پورا ہونے کی ایک اور شہادت بھی تھا۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کا 2004ء میں منعقد ہونے والا اٹھائیسواں جلسہ سالانہ ایک نئی بابرکت تبدیلی کے ساتھ منعقد ہوا جب قدرت ثانیہ کے پانچویں مظہر سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس میں رونق افروز ہوئے۔ حسب سابق ملک صوبہ اور شہر کے عمائدین نے حضور انور کا استقبال کیا، انہیں شہر کی چابی اور اعزازی شہری کی سند پیش کی۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کا 2007ء کا جلسہ سالانہ اپنے ساتھ ایک ملکی انتظامی تبدیلی کے ساتھ منعقد ہوا جب سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اب تک یکجا چلنے والے دو عہدوں یعنی امیر اور مشنری انچارج کو الگ الگ کرتے ہوئے مکرم لال خان ملک صاحب کو امیر اور مکرم نسیم مہدی صاحب کو مشنری انچارج کے طور پر ذمہ داری سرانجام دیتے رہنے کا ارشاد فرمایا۔ سابقہ برسوں کی طرح یہ جلسہ بھی اپنی تمام روحانی اور دینی و جماعتی روایات کے ساتھ منعقد ہوا۔

2008ء جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے صد سالہ خلافت جوبلی کا سال ہونے کے باعث نہایت پُرمسرت سال تھا۔ پوری دنیا میں اسے شایان شان طور پر منایا گیا۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقع پر ایک مرتبہ پھر کینیڈا میں ورود مسعود فرما کر اس سرزمین اور جماعت کو اپنی برکات سے نوازا۔ جلسہ سے پیشتر خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی جس میں اونٹاریو کے پریمئر کے علاوہ بڑی تعداد میں وفاقی وصوبائی اراکین پارلیمنٹ، وزیراعظم کے خصوصی نمائندہ، مختلف شہروں کے میئر، مختلف ملکوں کے سفارتکار اور متعدد سربراہانِ مذاہب کے علاوہ ججز، اساتذہ اور دیگر معززین کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ صد سالہ خلافت جوبلی کا جلسہ اور حضور انور کی اس میں موجودگی کے باعث حاضرین کی تعداد پچیس ہزار کے لگ بھگ تھی جن کے مسرت بھرے چہرے دمک رہے تھے اور حضور انور کے روئے مبارک پر نظر پڑتے ہی ان کے جذبات نعرہ ہائے تکبیر بن کر آسمان کو چھو رہے تھے۔

احمدیہ مسلم جماعت کی روزافزوں ترقی اور پھیلاؤ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہے جن کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا شجر سایہ دار بن کر چہار دانگ عالم میں پھیل چکا ہے۔ اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد چند سو سے ہزاروں تک جا پہنچی ہے۔ جہاں احبابِ جماعت جوق در جوق ان میں شامل ہو کر روحانی برکات سمیٹتے اور سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے وارث بنتے ہیں وہاں ہر سطح کے اعلیٰ حکومتی سیاسی و سماجی عہدوں پر فائز غیر مسلم اور غیر احمدی معززین و عمائدین بھی اس میں شرکت کرنا اپنے لئے اعزاز سمجھتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ ہائے سالانہ اپنی روایتی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوتے رہے ہیں۔ اب تک کا آخری جلسہ 2019ء میں منعقد ہوا جس کے بعد کورونا وائرس کی عالمی وبا کے باعث عائد کردہ حکومتی پابندیوں کی تعمیل میں اس پر عارضی پابندی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد تمام انسانیت کو اس وبا سے نجات بخشے اور وہ دن جلد آئے جب یہ جلسے دوبارہ اپنی تمام تر روایات کے ساتھ منعقد ہوں، پیارے آقا ان میں رونق افروز ہوں اور احباب جماعت ان جلسوں کی برکات سے متمتع ہوں۔ آمین!

محمد ادریس شاہد۔ فرانس

جلسہ سالانہ فرانس۔ مختصر تاریخ

1889ء میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح زمان اور مہدی دوراں کی بعثت کے ساتھ جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور پھر اپنی جماعت کی روحانی سیرابی کے لئے 1891ء میں جلسہ سالانہ کا نظام شروع کروادیا۔

سید نا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خداتعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 341)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"پس یہ بھی ایک نشان ہے جو جلسہ کے دنوں میں نظر آتا ہے کہ لوگ کثیر تعداد میں یہاں جمع ہوتے ہیں جس کا کبھی وہم و گمان بھی نہ تھا اور پھر نشان بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ جنہیں جاہل سمجھا جاتا ہے اس چشمہ سے اس شوق سے پیتے ہیں کہ دوسری قوموں کے پیاسے بھی اکثر نہیں پی سکتے۔"

(خطبات محمود جلد 12 صفحہ 510)

لیکن یہ بھی ازل سے مقدر ہے کہ خداوالوں کی ترقی دشمن کو نہیں بھاتی اور وہ ہمیشہ خدائی جماعتوں کی تباہی اور انتشار کے لئے منصوبہ سازیاں کرتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ خدائے قدیر کا واضح اعلان ہے:

وَمَکَرُوۡا وَمَکَرَ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ خَیۡرُ الۡمٰکِرِیۡنَ

(آل عمران:55)

1947ء میں تقسیم ملک کے نتیجہ میں خلیفۂ وقت ہجرت کرکے پاکستان تشریف لے آئے چنانچہ اُس کے بعد تواتر سے ربوہ پاکستان میں مرکزی جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوتا رہا۔ قادیان میں بھی جلسہ جاری رہا اور بنگلہ دیش (مشرقی پاکستان) میں بھی جلسہ سالانہ کا انعقاد شروع ہوا۔ 1984ء سے حکومت پاکستان نے ربوہ میں جلسہ کی اجازت سے انکار کیا انہوں نے سمجھا کہ شاید اسی طرح اس خدائی جماعت کی ترقی روک دیں گے اُن کو اندازہ نہ تھا کہ خدا کے اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کی نشو نما اُن کی ادنیٰ کوششوں سے کبھی نہ رُکے گی۔ چنانچہ اس سدا بہار درخت کی شاخیں ملک ملک سے نکلنا شروع ہوئیں اور آج پورے کرۂ ارض پر محیط ہو چکی ہیں کاش ہمارے مخالفین عقل کے ناخن لیں اور اس مبارک درخت کے سایہ میں آکر سکون حاصل کریں۔ آمین۔

جماعت احمدیہ فرانس کا پہلا جلسہ 1991ء میں منعقد ہوا۔ اُن دنوں مکرم جہانگیر خان صاحب جماعت احمدیہ فرانس کے امیر اور مبلغ انچارج تھے۔ جلسے کا انعقاد مشن ہاؤس دارالسلام سینٹ میری میں ہوا حاضری یکصد 100 تھی۔

2019ء تک متواتر خلیفۂ وقت کی اجازت اور ہدایات کے مطابق جلسہ جاری رہا۔ البتہ 1999ء میں حکومت نے کچھ عرصہ کے لئے مشن ہاؤس دارالسلام بعض سیکیورٹی کے مسائل کے باعث بند کردیا وجہ یہ تھی کہ پبلک مقام پر حفاظتی تعمیراتی کاموں کا کام ہونا ضروری تھے۔ 1998ء میں ان حفاظتی تعمیراتی کاموں کی تکمیل کے بعد مشن ہاؤس دارالسلام سینٹ میری دوبارہ کھل گیا اور پھر جلسوں کا انعقاد شروع ہوا۔

1999ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ خود بنفسِ نفیس فرانس تشریف لائے اور ہمارے جلسہ کو برکت بخشی۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ

2004ء میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرانس تشریف لائے۔ اور ہمارے جلسہ سے خطاب فرمایا انہی ایام میں قادیان میں بھی جلسہ منعقد ہورہا تھا چنانچہ حضور انور کا خطاب پہلی مرتبہ ہمارے ساتھ قادیان کے جلسہ میں بھی سنا گیا۔ ہم قادیان والوں کو دیکھ رہے تھے اور قادیان والے ہمیں دیکھ رہے تھے اور دونوں مقامات پر حضور اقدس کا خطاب سُنا جارہا تھا۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ

اس کے بعد تو تواتر سے ہر سال حضور انور کی رہنمائی اور شفقت کے زیر سایہ جلسہ سالانہ منعقد ہوتے رہے۔ لیکن خود حضور نے ازراہِ شفقت 2019ء میں یہاں تشریف لاکر تشنہ روحوں کو جامِ وصال بخشا اس جلسہ کی حاضری 2733 تھی جلسہ کے بعد حضور نے تراس برگ میں جاکر مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اس جلسہ میں مکرم منصور احمد وینس صاحب کو بطور افسر جلسہ سالانہ اور مکرم نصیر احمد شاہد صاحب مبلغ انچارج کو بطور افسر جلسہ گاہ خدمت کی توفیق ملی۔ مکرم اشفاق ربانی صاحب بطور امیر جماعت احمدیہ فرانس خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

2013ء تک تمام جلسے مشن ہاؤس دارالسلام سینٹ میری میں منعقد ہوئے۔ 2013ء میں ہی خدا تعالیٰ نے جماعت کو شہر سے کچھ فاصلے پر جلسہ گاہ کے لئے ایک وسیع رقبہ پر محیط زمین خریدنے کی توفیق دی۔ اس جگہ کا نام حضور نے ازراہِ شفقت "بیت العطاء" تجویز فرمایا۔ چنانچہ 2014ء سے اب تمام جلسے اور اجتماعات اسی جگہ منعقد ہورہے ہیں۔

اس زمین کا رقبہ 55.700 مربع میٹر (پونے چھ ایکڑ) ہے۔ نہایت سرسبز جگہ ہے جس میں کچھ کمرے اور ہال تعمیر شدہ ہیں جن کو اپنی ضرورت کے مطابق تیار کرلیا گیا ہے۔ اس وسیع رقبہ پر محیط زمین خدا کے فضل سے ہمیں 650.00 یورو میں مل گئی جبکہ وہاں پر رائج الوقت قیمت کے حساب سے اس کا تخمینہ تیرہ لاکھ یورو تک تھا۔ حال ہی میں "بیت العطاء" سے ملحق ایک مختصر سی جگہ جس کا رقبہ ایک دوکنال سے زائد نہ ہے 480،000 میں فروخت ہوا ہے۔ فَالْحَمْدُلِلّٰہِ

اس نعمت ربّانی کے حصول کے بعد 2014ء سے ہمارے تمام جلسے اور اجتماعات اسی جگہ منعقد ہورہے ہیں۔ البتہ 2020ء Covid19 کی وجہ سے اجتماعات پر پابندی کے باعث جلسہ منعقد نہ ہوا۔

گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری پر جلسہ کے دنوں میں حضور اقدس کی رہائش کا انتظام بھی بیت العطاء میں تھا اس طرح کئی دنوں اس خطہ زمین کو حضور کی قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی اور دعاؤں سے استفادہ کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ

منور احمد خورشید۔ مبلغ سلسلہ برطانیہ

جلسہ سالانہ گیمبیا

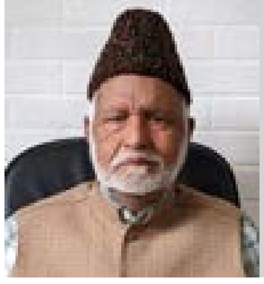

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ احباب جماعت گیمبیا۔ 1988ء میں دورہ گیمبیا کے موقع پر

جب ہم دینی تاریخ کی کتب کی ورق گردانی کرتے ہیں۔ ہم مشاہدہ ومطالعہ کے نتیجہ میں ایک ہی نقطہ پر پہنچتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب بھی بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اپنے انبیاء مبعوث فرماتا ہے۔ شیطانی قوتیں اس روحانی شجر کے استیصال اور بیخ کنی کے لئے یک جان ہو کر میدان میں آجاتی ہیں۔ لیکن آخر کار تقدیر الٰہی کے تحت انبیاء کی جماعتیں جو ابابیل کی مانند بظاہر ضعیف اور کمزور ہوتی ہیں بڑے بڑے ہاتھیوں کو شکست فاش دے کر توحید کے پرچم لہرا دیتی ہیں۔ اگر اس سارے منظر پر بنظر غور دیکھا جائے تو یہی نظر آتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا دست غیب ہی کار فرما ہوتا ہے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتادیا تھا۔ مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اس ساری عبارت میں لفظ (مَیں) بہت کچھ بیان کررہا ہے۔

اس کی صداقت اور سچائی کے لئے اب کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

گیمبیا میں نفوذ احمدیت

گیمبیا براعظم افریقہ کا ایک بہت ہی چھوٹا سا ملک ہے۔ اس دور افتادہ خطہ ارضی میں کوئی نہیں جانتا تھا کہ احمدیت کیا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فرشتے اپنے کام میں مصروف ہیں کہ کس طرح مسیح دوراں کا پیغام اس خطہ میں بھی پہنچانا ہے۔

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

گیمبیا کی ایک طالبہ حصول تعلیم کی خاطر سیرالیون جاتی ہے۔ وہاں اتفاق سے اسے ایک بک سٹال پر احمدیہ مشن کی طرف سے شائع شدہ اسلامی نماز کا کتابچہ مل جاتا ہے۔ اس قسم کی کتب گیمبیا میں مفقود تھیں۔ جس میں اسلامی نماز عربی اور انگریزی دونوں زبانوں میں موجود ہو۔ اس طالبہ نے وہ کتاب خریدی اور گیمبیا آنے پر اپنے عزیزوں کو دکھائی۔ جس پر وہ بہت خوش ہوئے۔ وہ لوگ اس کتاب سے اس قدر متأثر ہوئے کہ انہوں نے کتاب پر مندرجہ ایڈریس پر رابطہ کیا۔ یہ جماعت احمدیہ نائیجیریا کا ایڈریس تھا۔ اس طرح ان لوگوں کا جماعت سے رابطہ قائم ہوتا ہے۔ پھر اس طرح بظاہر بغیر کسی کاوش اور انسانی پلان کے احمدیت کا گیمبیا میں نفوذ ہو جاتا ہے۔ جو الٰہی بشارت، (میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا) کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کر دیتا ہے۔

تقدیر الٰہی کا دوسرا قدم

جب بھی رحمانی طاقتیں میدان میں اترتی ہیں تو پھر ان کے مقابلہ کے لئے شیطانی قوتیں بھی ہر قسم کے اسلحہ سے لیس ہو کر برپیکار ہو جاتی ہیں۔ یہی عمل سنت الٰہی کے مطابق ہر دور اور بستی اور کوچہ میں دوہرایا جاتا ہے۔ باوجود بار بار اس کا نتیجہ اور انجام دیکھنے کے بھی اس کھیل کو کھیلا جاتا ہے۔

اسی سنت کے مطابق گیمبیا میں جماعت کی ہر ممکنہ مخالفت کی گئی۔ ہر قسم کی سازش، ہر قسم کے طاغوتی پلان بنائے گئے۔ لیکن اللہ کا وعدہ۔ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ اور اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ۔ کے مطابق احمدیت ایک طویل اور کٹھن سفر طے کرتے ہوئے اپنے مخالفین، دشمنان اور ان کے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملاتے ہوئے اوج ثریا تک پہنچ چکی ہے۔

ایک دلچسپ اور ایمان افروز واقعہ

شب ظلمت کے سحر ہونے تک

مذکورہ بالا تحریر کی صداقت میں ایک واقعہ پیش خدمت

مجلس عاملہ جماعت احمدیہ گیمبیا جلسہ سالانہ 2019ء گیمبیا

ہے۔ فرافینی نامی قصبہ میں نصرت جہان کی بابرکت الٰہی تحریک کے نتیجہ میں ایک ڈینٹل کلینک کھولنے کی توفیق ملی۔ ریجنل کمشنر آکی بابو صاحب نے افتتاح کیا۔ علاقہ بھر سے سرکاری، سیاسی اور مذہبی معززین تشریف لائے ہوئے تھے۔ مختلف مقررین نے اس خوشی کے موقعہ پر جماعت احمدیہ کی سماجی، طبی اور تعلیمی میدانوں میں خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

پروگرام ختم ہو گیا۔ ہم لوگ کرسیاں، میز سمیٹ رہے تھے۔ میں نے ایک جانب، درازہ کے کواڑ کے عقب میں کسی کی سسکیوں کی آواز سنی۔ میں ادھر گیا تو فرافینی جماعت کے ایک بہت ہی مخلص دوست مکرم محمد جونی دیبا صاحب تھے۔ میں نے انہیں پوچھا خیریت تو ہے؟ کہنے لگے۔ سب خیریت ہے۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا، کہنے لگے۔ آج مجھے ہمارے ابتدائی دن یاد آ گئے ہیں۔ جب یہی لوگ ہمیں احمدی ہونے کے جرم میں گالی گلوچ کرتے تھے، ہم پر پتھر برساتے تھے۔ یہی لوگ آج جماعت کی مدح سرائی کر رہے ہیں۔ کاش ہمارے بزرگ آج زندہ ہوتے تو ان کو کس قدر خوشی اور مسرت ہوتی۔

چشم تصور میں دیکھیں۔ گیمبیا کے جلسہ کی یادیں

آج میں جلسہ سالانہ گیمبیا کے حوالے سے کچھ تحریر کرنا چاہتا ہوں۔ دستور زمانہ تو یہی ہے کہ آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسی قوت بھی عنائت فرما رکھی ہے کہ ہم سالہا سال کے واقعات کو کسی بھی وقت دیکھ سکتے ہیں، محسوس کر سکتے ہیں۔ ہم اپنی آنکھیں بند کر کے چشم تصور میں چند ثانیوں میں کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہیں۔ اپنے اس ماحول میں ہم ہر چیز کو اپنے آس پاس چلتی پھرتی محسوس کرتے ہیں۔

کچھ ایسی ہی میری کیفیت ہے۔ جماعت احمدیہ گیمبیا کا وہ دور میری نظروں کے سامنے ایک فلم کی طرح رواں دواں ہے۔ 1983ء میں، خاکسار پہلی بار گیمبیا پہنچا۔ اس زمانہ میں ہمارا مشن ہاؤس بانجول میں ہوتا تھا۔ یہ ایک نہایت ہی مختصر سادو منزلہ مکان تھا۔ جس کے بالا خانے میں مکرم امیر صاحب کی رہائش ہوتی تھی۔ جب کہ نچلے حصہ میں ایک کمرہ امیر صاحب کا دفتر تھا۔ جس میں بمشکل مکرم امیر صاحب کی کرسی میز کے علاوہ چند کرسیوں کی گنجائش تھی علاوہ ازیں دو چھوٹے کمرے نمازوں کے لئے استعمال ہوتے تھے۔

نماز جمعہ اور عیدین کی نمازیں سٹیٹ ہاؤس کے قریب سمندر کے کنارے کھلی فضا میں ادا کی جاتی تھی۔ یہ دو فٹ اونچی بغیر چھت کے ایک چاردیواری تھی، جس میں تیس کے قریب آدمی نماز ادا کر سکتے ہوں گے۔ لیکن آج بفضل تعالیٰ گیمبیا بھر میں سو سے زائد مساجد ہوں گی۔ مرکزی مسجد بیت السلام کے مینار تو کئی میل دور سے ہی نظر آجاتے ہیں۔ جو جماعت کی ترقیات پر ایک شمس فی نصف النہار کی طرح ساطع دلیل ہے۔

جلسہ سالانہ ایک الٰہی منصوبہ

جماعت احمدیہ کا ہر پروگرام اور منصوبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ جس کا مقصد و مرام ایک ہی ہوتا ہے کہ کس طرح خالق اور مخلوق کا تعلق بن سکے۔

اس مقصد کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کے لئے 1891ء کے سال جلسہ سالانہ کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ جس کے مقاصد بھی بیان فرمائے۔ اس جلسہ میں پچھتر احباب نے شرکت کی۔ اس جلسہ کی اقتداء میں اب اللہ کے فضل سے دنیا بھر میں جلسے ہو رہے ہیں۔

فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان فرمایا کرتے تھے:

پاکستان میں ایک خودرو جھاڑی ہوتی ہے۔ جو بڑی سرعت سے پھیلتی ہے اور اپنے ماحول کے دیگر پودوں کو بے بس کر کے زمین پر قبضہ کر لیتی ہے۔ کسان اسے اکھاڑ کر اپنے کھیت سے باہر پھینک دیتا ہے۔ لیکن یہ جھاڑی ہوا کے دوش پر سوار ہو کر مختلف علاقوں میں پہنچ جاتی ہے پھر جہاں جہاں پہنچتی ہے وہاں پر پھیلنا شروع ہو جاتی ہے۔ یہی مثال انبیاء کی جماعتوں کی ہوتی ہے۔ جس قدر انہیں صفحہ ہستی سے نابود کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اسی قدر سرعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ ان کو ترقیات سے نوازتا ہے۔ اس دور میں جماعت احمدیہ اس کی ایک زندہ، تابندہ اور درخشندہ مثال ہے۔

گیمبیا میں جلسہ سالانہ کا آغاز

یہ جلسہ سالانہ 1975ء میں فرافینی کے مقام پر ہوا۔

جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ گیمبیا میں جماعت احمدیہ کا پودا تو 1960ء سے چند سال قبل لگا تھا۔ جو ایک بیج تھا۔ پھر یہ بیج نازک سا پودا بن گیا۔ باوجود آندھیوں اور طوفانوں کے، اس ننھے منے پودے کی اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی جس کے نتیجہ میں اس ننھے پودے نے تناور شجر کی شکل اختیار کر لی۔ جس کی شاخیں اللہ کے فضل و کرم سے ملک بھر میں پہنچنا شروع ہو گئیں۔

گیمبیا میں جب احمدیت کا پودا لگا۔ اس دور میں ابتدائی احمدیوں کا تعلق تو ملکی دارالحکومت بانجول سے تھا۔ لیکن بعد ازاں ملک کے مختلف حصوں میں احمدیت کا نفوذ شروع ہو گیا جس کے نتیجہ میں مختلف علاقوں میں جماعتیں قائم ہو گئیں۔ اسی طرح فرافینی نامی قصبہ کے مضافات میں چند ایک بڑی اور مخلص دیہاتی جماعتیں قائم ہو گئیں۔ ان جماعتوں میں صابا اور سالکینی قابل ذکر ہیں۔ جو بفضل تعالیٰ تعداد اور اخلاص میں بھی بہت نمایاں درجہ رکھتی ہیں۔

چونکہ اس علاقہ میں مرکزی قصبہ فرافینی تھا۔ جس میں کسی حد تک سہولیات میسر تھیں۔ اس لئے جلسہ سالانہ کے لئے فرافینی کا انتخاب کیا گیا۔ اسی قصبہ میں آنریبل الحاج فرمان سنگھاٹے صاحب کا کلینک ہوا کرتا تھا۔ جس کے عین سامنے ایک کمیونٹی ہال تھا۔ جس میں یہ تاریخی جلسہ منعقد ہوا۔

اس جلسہ کا پروگرام تو مکرم حافظ بشیر الدین عبید اللہ صاحب نے ترتیب دیا لیکن انہی ایام میں مرکزی ارشاد پر انہیں واپس مرکز جانے کا ارشاد ہو گیا۔ جس کے بعد مکرم مولانا داؤد حنیف صاحب امیر گیمبیا کی قیادت میں گیمبیا کی تاریخ کا پہلا جلسہ منعقد ہوا۔

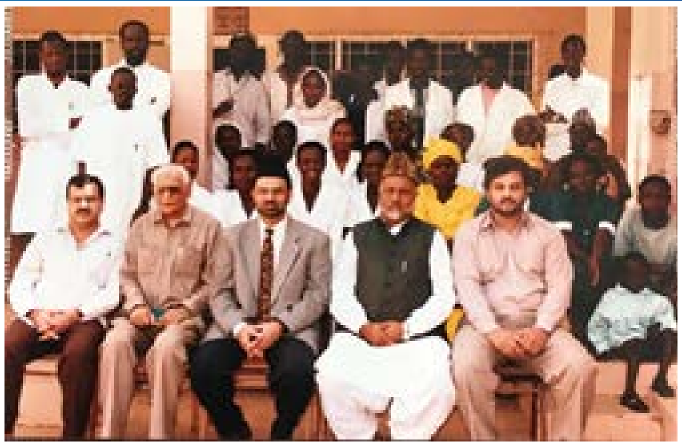

وکیل التبشیر مکرم منیر الدین شمس مرکزی دورہ گیمبیا کے موقع پر

اس تاریخی جلسہ سالانہ میں چار سو کے قریب احباب جماعت نے شرکت کی۔ جن میں اکثریت گیمبیئن مخلصین کی تھی۔ ہمسایہ ملک سینیگال کے علاقہ کولخ سے بھی چند افراد پر مشتمل ایک وفد نے شرکت کی۔

اس سال جلسہ کے انعقاد کے بعد باقاعدگی کے ساتھ گیمبیا میں جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔ جن میں ہر سال بہت ساری کامیابیوں اور کامرانیوں کی نوید ہوتا ہے۔

جلسہ سالانہ کے روح پرور پروگرام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلسہ سالانہ کے لئے متعین راہیں آج تک دنیا بھر میں ہر ملک وملت کے لئے سنگ میل اور مشعل راہ کا مقام رکھتی ہیں۔

جلسہ سالانہ گیمبیا بھی انہی مقدس روایات کی پاسداری کرتے ہوئے علم احمدیت کی سرفرازی میں برسرپیکار ہے۔

جلسہ سالانہ گیمبیا کے چند پروگرام

نماز تہجد کا التزام، درس قرآن، درس حدیث، کا سلسلہ حسب پروگرام جاری وساری ہے۔

تلاوت قرآن پاک: پھر مقامی زبانوں میں ترجمہ

پیغامات: حضرت خلیفۃ المسیح کے روح پرور پیغامات

علمی تقاریر: مقامی علماء کے علمی خطابات

نظم: خوش الحانی سے نظم اور قصائد کا پڑھنا بھی جماعتی روایت ہے۔

گیمبیا میں بعض دوستوں نے اپنی مقامی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان اقدس میں نظمیں لکھی ہوئی ہیں۔ جو وہ بڑے ہی خوبصورت انداز میں پڑھتے ہیں۔ خاص طور پر عرفان کرموتراول صاحب کی نظمیں خاصی مشہور تھیں۔

الغرض بہت سی باتیں ہو سکتی ہیں جنہیں قلم بند کرنے کے لئے ایک وقت درکار ہے۔

جلسہ سالانہ بطور مبلغ

جہاں تک ان جلسوں کے انعقاد کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ مقاصد کے مطابق احباب جماعت کی روحانی اور علمی ترقی ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اس کے اور بھی بہت سے فوائد ہوتے ہیں۔ دعوت الی اللہ اپنی ذات میں سب سے نمایاں اور امتیازی شان رکھتا ہے۔ خاکسار عینی شاہد ہے میں نے گیمبیا میں جلسہ سالانہ کے علمی اور روحانی پروگرام دیکھ کر بے شمار نیک فطرت روحوں کو نئی حیات پاتے دیکھا ہے۔ اس کے علاوہ ہمسایہ ممالک سینیگال، گنی بساؤ اور موریطانیہ میں بھی نفوذ احمدیت کے لئے گیمبیا کے جلسوں کا بہت ہی نمایاں کردار ہے۔

عقل مند را اشارہ کافی است

سینیگال سے ایک دفعہ چند غیر از جماعت دوستوں کو جلسہ سالانہ گیمبیا میں آنے کی دعوت دی گئی۔ ان میں دو عربی استاذ مکرم عمر جالو اور ساما جالو بھی تھے۔ جلسہ سالانہ کے بعد یہ لوگ واپس تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد خاکسار ان کے گاؤں کُمبل میں گیا۔ مذکورہ دونوں اساتذہ بیعت کے لئے تیار تھے۔ میں نے وجہ دریافت کی۔

آپ بھی جانیں۔ کہنے لگے ہم نے جلسہ دیکھا، سارے پروگرام سنے، تصویری نمائش بھی دیکھی، احباب جماعت سے ملے، تقاریر سنیں۔ الغرض بہت کچھ دیکھا اور سنا۔ احمدیوں کے اخلاق اور محبت کے مناظر بھی دیکھے۔ لیکن جس چیز نے ہمیں زیادہ متاثر کیا۔ وہ نمائش میں حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام کی قبر تھی۔ وہ قبر اتنی سادہ تھی۔ ہمارے ہاں تو ہمارے پیروں فقیروں کی قبروں پر محل تعمیر ہو جاتے ہیں۔ ان پیروں کے ماننے والوں کی تعداد ہمارے اپنے ہی ملک میں محض چند ہزار ہوتی ہے۔ جبکہ ان کے مقابل پر حضرت مرزا صاحب کے معتقدین کی تعداد تو کروڑوں میں ہے جو دنیا بھر کے ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو سونے کی قبر بنا سکتے ہیں۔ لیکن انہوں نے ارشاد نبی ﷺ کی اطاعت میں غیر پختہ قبر بنا رکھی ہے۔ یہ احمدیوں کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ عملی محبت کا مظہر ہے۔ اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم ان لوگوں میں شامل ہو جائیں جو رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ جس پر انہوں نے بیعت کر لی۔ بعد ازاں ان دونوں کو بطور معلم خدمت کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

وَسِّعْ مَكَانَكَ

پھر جیسے جیسے ضرورتیں اور حالات میں تبدیلی آتی گئی۔ اللہ تعالیٰ وَسِّعْ مَكَانَكَ کی خوشخبری کے نتیجہ میں راستے کھولتا چلا گیا۔ پھر یہ جلسے جماعت احمدیہ کے نصرت سینئر سیکنڈری سکول بنڈنگ کنڈا میں منعقد ہونا شروع ہو گئے۔ اب یہ جلسہ مسرور سینئر سیکنڈری سکول میں منعقد ہوتا ہے۔ جو جماعت احمدیہ گیمبیا کے مرکز سے زیادہ دور نہیں ہے۔

گزشتہ سال جلسہ سالانہ گیمبیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاضرین کی تعداد آٹھ ہزار پانچ سو تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

جماعت احمدیہ کی کامیابیوں کا سر نہاں

کسی بھی خطہ ارضی پر بسنے والا احمدی، کسی بھی رنگ و نسل، ملک و ملت کا ہو۔ جسے خلافت نے تسبیح کے دانوں کی مانند اپنے اندر سمو کر اس کے تحفظ، خوبصورتی اور افادیت کو چار چاند لگا دئے ہیں۔ پھر اس کی روحانی قیادت کی تربیت اور رہنمائی کے نتیجہ میں اپنا تن، من، دھن قربان کرنے کے لئے ہر لحہ اور ہر آن تیار رہتا ہے۔ اور پھر اس کی چھوٹی سے چھوٹی قربانی بھی بیج سے تناور درخت کا روپ دھار لیتی ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان جلسوں کی برکت اور افادیت کا سلسلہ تا ابد جاری وساری رکھے اور ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اس چشمہ رواں سے اپنی پیاس بجھاتے رہیں۔ اور ان جلسوں کی کامیابی کے لئے ہر قسم کی جانی ومالی قربانی کے لئے ہمہ وقت کمربستہ رہیں۔ آمین

نبیلہ رفیق فوزی۔ناروے

دار المسیح قادیان کی زیارت

قسط اول

دُنیاکے شاید کسی ملک میں ہندوستان کے لئے ویزے کا حصول اتنا مشکل نہ ہو جتنا ناروے کے باشندوں کو ہے۔

بہت شاذ کے طور پر کسی کو مہابھارت ہندوستان کا اجازت نامہ کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے 1992ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ قادیان جارہے تھے۔ تب ہندوستانی سفارت خانے نے خاص مہربانی کرتے ہوئے، ویزے ایشو کئے تھے۔ اس کے بعد بھارتی سفارت خانے کو تو جیسے چُپ ہی لگ گئی۔ 1992ء میں جب جلسے کے لئے ویزے لگ رہے تھے خاکسار کے میاں (رفیق احمد فوزی مرحوم) نے اپنے ساتھ میرا اور دونوں بچوں کے ویزے کی بھی درخواست دی، سارے خاندان کو ویزہ مل رہا تھا۔ مگر میں نے بچے چھوٹے ہونے کی وجہ سے سفر کا ارادہ بدل دیا۔ اور اُس کا خمیازہ پھر کئی برس بھگتا۔ بہت دفعہ بھارتی سفارت خانے میں درخواست دی۔ اگرچہ میری درویش ہمشیرہ (سلیمہ اہلیہ درویش عبدالسلام) اور بہنوئی بھی قادیان کے باسی تھے ان کے نام کا بھی اپلائی کیا گیا مگر بھارتی ویزہ سیکشن کسی طرح اعتبار کرنے پر تیار ہی نہیں تھا۔ 2014ء خاکسار کی درویش ہمشیرہ سلیمہ بیگم نے بہت اصرار کے ساتھ خاکسار کا ویزہ ایک مرتبہ پھر اپلائی کرنے پر زور دینے لگیں۔ اس مرتبہ ان کے بڑے بیٹے ہومیو ڈاکٹر عزیز احمد اختر نے والدہ کی بیماری کے کاغذات کچہری میں جاکر دکھائے اور مہریں وغیرہ لگوا کر میڈکل سرٹیفکیٹ بنوا کر اپلائی کیا۔ آخر کار وہ دن آ ہی گیا جب ہم دونوں ماں بیٹے کو ہندوستان کی اس مبارک بستی کی زیارت کا پروانہ مل گیا جس کے دیدار کی تمنّا کب سے دل میں پال رکھی تھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

سوئے حرم (قادیان)

الغرض ہم دونوں ماں بیٹوں نے، اپنی بوسیدہ گٹھڑیوں میں، اپنی اپنی عمر کے حساب سے تاریخِ مسیحؑ موعود اور تاریخِ دیارِ مسیحؑ کا سُنا اور پڑھا ہوا زادِ راہ باندھا۔ اور دیار مسیحؑ کی سب سے پہلی، پہلی زیارت کی خواہشیں باندھ کر کشاں کشاں چل پڑے، ہمارے ملک سے قادیان جانے والے چند ایک ہی لوگ ہوتے ہیں یہ لوگ قادیان کی پیدائش ہیں۔ اس لئے ان کے لئے تو سب دروازے کھلے ہیں۔ ان میں سے ایک ہمارے سابق مربیّ انچارج اسکینڈے نیویا جناب سید کمال یوسف صاحب بھی موجود ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ وصف عطا کیا ہوا ہے کہ جس تجربے سے وہ خود گزرے ہوں پوچھنے پر بہت فراخ دلی سے راہنمائی کرتے ہیں۔ لہٰذا خاکسار کی درخواست پر اُنہوں نے جن میں کچھ نئی باتیں بھی بتائیں جن کے متعلق ہم نے پہلے نہیں سنا ہوا تھا۔ تبرکات حضرت مسیحِ موعودؑ اور کچھ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے استعمال کی اشیاء کے علاوہ، کچھ تاریخی اور یادگاری مقامات تھے۔ جن میں قادیان سے باہر کی سڑک پر ایک درخت تھا جہاں تک حضور علیہ السلام حضرت صاحبزادہ صاحب کو الوداع کرنے آئے تھے۔ اور دلی میں ایک مسجد بھی تھی جہاں حضور کا حضرت امّاں جان کے ساتھ نکاح پڑھا گیا تھا اس کے لئے ہم ان کے بہت شکر گزار ہیں۔

ناروے سے براستہ ماسکو اور ماسکو سے قادیان جانے کا تجربہ، تجربہ نہیں ایک لمبی داستان ہے جس پر ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔ اب یہاں تو ہم اس کا ذکر نہیں کریں گے، بہر حال ہم دونوں ماں بیٹا براستہ دلی سے قادیان اپنے بھانجے عزیزم، عزیز احمد اختر ڈاکٹر ہومیوپیتھ کی رہائش گاہ (ننگل یہ قادیان سے ملحقہ علاقہ ہے) پر پہنچ گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ قادیان میں داخل ہونے کے دو گھنٹوں بعد عشاء کی اذان ہوگئی ہم اسی وقت مسجد مبارک کو چل پڑے۔ پہلی مرتبہ تو ہمیں مسجد مبارک جانے کے لئے کسی نے نہ روکا شاید نماز کا وقت تھا میں نے بتایا میں مہمان ہوں تو اندر چلی گئی۔ پرانے قادیان کی مخلص خواتین جنہوں نے مجھ سے ایسے سلام کیا جیسے کبھی ربوہ میں پرانی خواتین باہر سے آنے والے اجنبی مہمان سے محبت اور خلوص سے ملتی تھیں۔ کالے برقعے پہنے ہوئے، وہی انداز، وہی طریقِ شناسائی۔ اپنے مخصوص انداز میں، کہاں سے آئی ہو؟ کہاں ٹھہری ہوَ؟ فوراً ہی والدین کے نام اور شجرہ نسب پوچھنے کی خوبصورت ادا۔ وہی شجرہ نسب ملانے اور واقف داری نکالنے کا چاہت بھرا تجسس۔ ان خواتین سے مل کر سفر کی ساری تھکاوٹ اور کوفت ایک دم ختم ہوگئی۔ اگلے روز جب خاکسار اور عزیزم عامر فوزی گھر سے دیارِ حرم کی باقاعدہ زیارت کا ارادہ لے کر نکلے تو گھر والوں نے ہمارے ساتھ گھر کے دو بچے عزیزم باسط اور عزیزم نور احمد ہماری راہنمائی کے لئے روانہ کر دئے۔ ہم نے انہیں کہا کہ آپ ہمیں بس دیارِ حرم کے سامنے پہنچا دو باقی ہم خود دیکھ لیں گے۔ ننگل کے علاقے سے نکل کر پکی سڑک پر آئے تو سامنے ہی منارۃ المسیح کا چمکتا مینار نظر آگیا تھا۔ ہمارے خیال میں مینار کی سیدھ میں چلتے چلتے دیارِ مسیح پہنچ جانا تھا۔ اور آگے ہمیں معلوم ہی ہے، ساری تاریخ سے واقف ہیں اس لئے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں۔ ہم خود ایک ایک مقام دیکھیں گے۔ حضرت مسیحؑ اور ان کا سارا زمانہ یاد کریں گے۔ اور اگر کسی اور کی موجودگی ہوئی تو مزہ نہیں آئے گا۔ مگر دیارِ حرم کی تمام سیر کے بعد ہمیں احساس ہوا کہ یہ کام اتنا آسان نہیں تھا جتنا ہم سمجھ رہے تھے۔ عزیزم باسط احمد اور عزیزم نور احمد نے جس طرح ہمیں مسجد اقصیٰ، منارۃ المسیح، مسجد مبارک، اور دیارِ مسیح کی ایک ایک کھڑکی، دیوار دروازہ، سیڑھی اور کمرہ دکھایا اور اس کی تفصیل تاریخی حوالوں کے ساتھ بتائی، اور جیسے ہمیں جدید تعمیر کے ساتھ ساتھ قدیم عمارات اور جزئیات کو کھول کھول کر بتایا۔ اگر ہم دونوں صرف پڑھی ہوئی تاریخ کے زور پر زیارت کرنے نکلتے تو وہ تفصیل کبھی بھی ہم سے حل نہ ہوسکتی۔

مسجد اقصیٰ اور منارۃ المسیحؑ

جو حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے والد محترم حضرت مرزا غلام مرتضیٰ نے بہت جدوجہد کے بعد انتہائی مخالفت اور اہلِ قادیان کو ایک بھاری قیمت دے کر بنائی تھی ان کی وفات سے چھ ماہ پہلے مکمل ہوئی۔ مسجد کا کام 1875ء میں شروع ہوا اور جون 1876ء میں ختم ہوا۔

مسجد کی زیارت کے دوران کتنی مرتبہ یہ خیال آیا کہ! جب مسجد بنائی جارہی ہوگی تب تو آپ کے والد صاحب کے دل میں کہیں بھی یہ خیال نہیں ہوگا کہ ان کا یہ والا بیٹا اس مسجد کا والی وارث بنے گا۔ مگر بعد کی تاریخ نے یہ بتادیا کہ یہ مسجد ان کے اسی بیٹے کے لئے بنائی گئی تھی جن کے مستقبل کے متعلق وہ بہت پریشان رہتے تھے۔ اس وقت اس میں صرف دو سو آدمیوں کی نماز پڑھنے کی گنجائش تھی 1900ء میں حضرت مسیحِ موعود نے اس کی توسیع کروائی اور دو سو سے دو ہزار نمازی نماز پڑھنے کے قابل ہوگئے۔ اس کے بعد کی توسیع خلافت اولیٰ اور خلافتِ ثانیہ میں بھی ہوئی۔

حضرت مسیحِ موعود کی زندگی کا آخری جلسہ سالانہ بھی اسی مسجد میں کیا گیا۔

مسجد اقصیٰ سطح زمین سے قدرے اونچی جگہ پر ہے۔ مسجد اقصیٰ کی زیارت بھی اپنے اندر عجب روحانیت رکھتی ہے۔ مسجد کے اوپر کے حصّے میں پہنچتے ہی منارۃ المسیح کا خوبصورت چمکتا سنگِ مرمر آنے والے کا استقبال کرتا ہے۔ منارۃ المسیح کی اپنی ہی شان ہے سننے اور پڑھنے کے بعد اسے اپنی آنکھوں سے دیکھنا اور پھر اس کے تاریخی پس منظر اور اس تاریخی اہمیت کی روشنی میں اسے دیکھنا اور ہی معنیٰ رکھتا ہے۔ ہم نے چاروں طرف اسے گھوم کر دیکھا، اندر جاکر خوبصورت جھروکوں میں سے قادیان کا انتہائی دلفریب منظر دیکھنا اور جھروکوں سے تازہ ہوا کا مزہ یہ سب کچھ ہمارے لئے جن کو زندگی میں پہلی مرتبہ قادیان کی زیارت نصیب ہوئی ہو کسی خواب سے کم نہیں تھا۔ منارۃ المسیح کے ساتھ ہی حضرت مسیحِ موعودؑ کے والد ماجد کے مزار کا چھوٹا سا چبوترہ سا ہے۔ اصل قبر تقریباً چھ سات فٹ نیچے ہے۔ جب مسجد کے صحن کو اونچا کر کے وسیع کیا گیا تو قبر نیچے رہ گئی اور قبر کے نشان کے طور پر اوپر چھوٹا سا چبوترہ بنا دیا گیا۔

مقام خطبہ الہامیہ

گو کہ مسجد بتدریج وسیع کی جاتی رہی ہے مگر پھر بھی اصل قدیم حصّہ ویسے کا ویسا ہے۔ صحن میں وہی قدیم چھوٹی چھوٹی ٹائلیں لگی ہوئی ہیں۔ بعض جگہ پر ٹوٹی ہوئی ٹائلیں بدلائی جارہیں تھیں۔ قدیم حصے میں زیارت کرنے والوں کے لئے خطبہ الہامیہ والے مقام پر تختی لگی ہوئی تھی، اس مقام پر کھڑے ہو کر خطبہ الہامیہ کے الفاظ اور واقعات کے متعلق سوچنا جسم میں سنسناہٹ پیدا کر رہا تھا۔ وہاں دو نفل ادا کئے، تصور ہی تصور میں حضرت مسیحِ موعودؑ کے وجود ِمبارک کو مسجد میں کھڑے خطبہ دیتے ہوئے یاد کیا۔

ہماری زندگی کا سب سے خوبصورت جمعہ

مسجد اقصیٰ ماشاءاللہ اب نئی وُسعت کے ساتھ بہت وسیع ہو چکی ہے۔ ہم نے ایک نمازِ جمعہ بھی یہاں ادا کی ہمیں تو سمجھ نہیں آئی کہ اتنی وسیع عمارت کہاں سے آگئی ماشاءاللہ۔ حضرت مسیحِ موعودؑ کی مسجد میں زندگی کا پہلا جمعہ پڑھ رہے تھے۔ ہمارے لئے تو وہاں کی ہر چیز پاک اور مقدس اور نہایت محبوب تھی، امام صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا گزشتہ جمعہ کا خطبہ جو عملی اصلاح پر تھا پڑھ کر سنایا، نہ جانے کیا بات تھی یہ ہم دونوں ماں بیٹوں کے اپنے اندر کے جذبات تھے یا اس دیار کی ہر شے تھی ہی دلفریب کہ ہم نے باہر نکل کر دونوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اس مسجد میں جمعہ پڑھنے کے بعد اب کہیں اور جمعہ کا کیا مزہ آئے گا۔ کیا ایسی بات کہیں اور ہوگی جو اس جگہ ہے۔ اُس جمعہ کا مزہ ابھی بھی باقی ہے۔ ماشاءاللہ قادیان کی لجنہ کی آبادی دیکھ کر حیرانی ہوئی۔ خاکسار سب سے پہلی صف میں تھی، سلام پھیر کر پیچھے نظر ڈالی تو ہال بھرا ہوا تھا۔ سوائے دو خواتین کے ایک خاکسار اور ایک خاتون امریکہ سے تھیں جن کے برقعوں کے رنگ سیاہ نہیں تھے باقی سارے ہال کی لجنہ سیاہ برقعوں میں ملبوس تھی۔ بہت ہی اچھا لگ رہا تھا۔ بالکل ربوہ کا نظارہ یاد آگیا۔

الدّار

پیدائشی احمدی ہوتے ہوئے زندگی میں پہلی مرتبہ قادیان اور اس میں موجود شعائر اللہ اور امام الزماںؑ کے تبرکات دیکھنا۔ اس کے برخلاف بار بار قادیان کی زیارت کرنے آنا یا وہاں رہتے ہوئے ہر شہ کی زیارت بار بار کرنے والے کے احساسات اور جذبات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا دیار جس کے گرد تمام تاریخ احمدیت کا ننانوے فیصد حصہ گھومتا ہے، وقت کی ضرورت کے ساتھ ساتھ اب اونچی، اونچی سُرخ اینٹوں کی دیواروں اور جدید طرز کے خوبصورت اور مضبوط گیٹ کے اندر گھر چکا ہے۔ یہ حفاظتی مضبوط چہار دیواری اب وقت کی ضرورت ہے۔

داخلی راستے پر دو گیٹ ہیں ایک مردوں کے لئے اور ایک عورتوں کے لئے اپنے اپنے گیٹ سے اسکیورٹی سے گزر کر دیارِ مسیح کے صحن میں آگئے اور دیارِ مسیح کے اندرونی حصے کی زیارت کو چل پڑے۔ گراؤنڈ فلور پر شروع میں کچھ رہائشی کمرہ جات ہیں جن پر ناموں کی تختیاں لگی ہیں۔ دائیں طرف تائی جی کا صحن ان کے حصے کے کمرے اور وہ مشہور کنواں جن کا پانی کسی زمانہ میں تائی جی نے حضرت مسیح موعودؑ کے بہشتیوں کو لینے سے منع کر دیا تھا۔ تائی جی والا صحن تو خاصا کھُلا تھا۔ بائیں طرف دیارِ حرم میں اندر داخل ہونے کے دو محرابی دروازے ہیں، ایک قدیم اور ایک جدید، قدیم دروازے کی اونچائی چھوٹی ہے اور جدید کی مناسب ہے جس سے گزرتے ہوئے دراز قد مرد بھی نہیں ٹکراتا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا کھدوایا ہوا متبرک کنواں

حضرت مسیح موعودؑ کی پیدائش والا کمرہ دو اور رہائشی کمرے چھوٹا سا صحن اور صحن کے بیچ کنواں قریب جا کر دیکھا تو کنوئیں کی چرخی کیساتھ ایک تختی لگی ہوئی تھی جس پر اس کنوئیں کے کھدنے کی وجہ بقلم حضرت مسیح موعودؑ درج ہے۔ یہ وہی متبرک کنواں ہے کہ جب تائی جی نے حضرت مسیح موعودؑ کے بہشتیوں کو پانی بھرنے سے منع کر دیا تو حضرت مسیح موعودؑ نے پانی کی قلت اور مشکل دیکھتے ہوئے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ کو خط لکھا جس میں اپنی ملکیت والے علاقے میں ایک کنواں کھودنے کی تحریک کی اور اس سلسلے میں کچھ رقم کے انتظام کی ہدایت بھی فرمائی۔

ہم نے بے اختیار اس کنوئیں کی ہتھی اور چرخی کو چلایا۔ اس کے بعد جتنی دفعہ بھی وہاں گئے اس ہتھی کو محض اس خیال سے چلایا کہ کبھی اس ہتھی پر امام الزماں، خلفائے احمدیت اور حضرت مسیح موعودؑ کے شعائر اللہ بچوں کے ہاتھ بھی تو لگے ہونگے۔ صحن کے اندر ایک برامدہ نما کمرہ ہے جس کے اوپر سیڑھیاں حضرت امّاں جان کے صحن اور دالان میں جاتی ہیں۔ نیچے والا یہ کمرہ لجنہ کے لئے عام دنوں میں نماز کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

دوسری منزل اور کچھ مبارک کمرے

دوسری منزل ہی تو وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے فرستادے اور اس کی جماعت کے لئے برکات، فضائل اور رحمتوں کی بارشیں برساتا رہا ہے، اور ہمیشہ برسانے کے وعدے کئے ہوئے ہیں، وہ کمرہ جس میں حضور انور نے نوماہ کے روزے رکھے، بیت الفکر، بیت الذکر، جس میں حقیقۃ الوحی اور چشمہ معرفت لکھی۔ مسجد مبارک کا قدیم ترین حصہ، نیا حصہ، پرانی محراب جہاں حضرت مسیح موعودؑ نماز پڑھا کرتے، بیت الذکر کے اندر بیت الدعا، جہاں، مسجد مبارک کے بائیں جانب تجلّیاتِ الٰہیہ ظاہر ہونے کا کمرہ۔ یعنی سُرخ چھینٹوں والے نشان والا کمرہ، اس کمرے کے ساتھ ہی انتہائی چھوٹی سی سیڑھی نیچے جا کر دیارِ مسیح کے صحن میں اترتی ہے۔ یہی وہ سیڑھی تھی جس کے متعلق مکرم کمال یوسف سابق مربّی سلسلہ اسکینڈے نیویا نے ہدایت کی تھی کہ ان سیڑھیوں پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تقلید میں کچھ دیر بیٹھنا۔ پہلی دفعہ تو وہ سیڑھی دوسری منزل سے دیکھی تھی، مگر اگلے روز جب دوبارہ میں اکیلی اوپر جانے لگی تو اس سیڑھی کا رستہ ہی یاد نہیں رہا۔ چوتھے دن میں نے مسجد کے صحن میں کھڑے ایک کارکن سے پوچھا تو انہوں نے صحن میں ہی ایک دروازہ کھول کر کہا کہ یہ ہیں وہ سیڑھیاں جو اوپر مسجد مبارک تک جاتی ہیں اور سُرخ کے چھینٹوں والے کمرے کے ساتھ کھُلتی ہیں۔

ہم وہاں بیٹھے تو ضرور مگر سوچنے کے لئے کچھ نہیں تھا۔ بس درود شریف ہی پڑھتے رہے۔ بیت الفکر اور مسجد مبارک کے درمیان کھلنے والی وہ کھڑکی جو حضرت مسیح موعودؑ مسجد میں آنے جانے کے لئے استعمال فرماتے تھے۔ اس کھڑکی سے ہمیں بھی بار، بار گزرنا بہت اچھا لگا۔ حضرت اماں جان کا دالان اور بھی کچھ رہائشی کمرے ہیں۔ اب تو لفٹ بھی لگی ہوئی ہے۔ ہمارے گائیڈ بچوں نے تمام دیارِ مسیح کے ساتھ دل بھر کر ہماری تفصیلی ملاقات کروادی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا بیت الدعاء

یہ حجرہ حضورؑ نے 1903ء میں خلوت میں عبادت کے لئے بنوایا تھا، بیت الذکر کے ساتھ ہی سیڑھیاں نکال کر ایک حجرہ سا بنایا گیا تھا اس میں سے ایک کھڑکی نیچے گلی میں کھلتی ہے۔ ایک دروازہ ہے جو بیت الذکر میں کھلتا ہے۔ سن رکھا تھا کہ یہ حجرہ بہت چھوٹا ہے دو افراد کی نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔ خاکسار نے اپنے قیام کے دوران نو دن وہاں مسلسل زیارت کی اور اللہ تعالیٰ نے اس مبارک و مقدس حجرے میں نماز پڑھنے کی بھی بار بار توفیق دی الدّار کی زیارت کے ان نو دن کے تجربات اور مشاہدات بیان کرنے کے لئے بہت بڑا ذخیرہ ہے مگر اپنے احساسات بیان کرنا اتنا آسان نہیں۔ ان دنوں بیت الدعا میں خواتین کے لئے دُعا کرنے کا وقت صبح آٹھ بجے سے دوپہر ساڑھے بارہ بجے تک تھا۔ خاکسار کی حتیّ الامکان کی یہ کوشش ہوتی کہ صبح جلدی دیارِ حرم میں پہنچا جائے تاکہ جتنے بھی فیض پانے کے مقامات ہیں وہاں سجدہ ریز ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کی سنّت میں بار گاہِ الٰہی میں تضرّعات پیش کر سکوں، اور امام الزماں اور ان کے اوّلین صحابہ کو حاصل ہونے والی برکات میں سے کچھ حصہ طلب کر سکوں۔ ہر روز صبح ساڑھے آٹھ بجے بیت الدعا میں پہنچ جاتے، دل میں خیال ہوتا کہ ہم ہی سب سے پہلے ہیں۔ مگر کیا دیکھتے کہ ہم سے پہلے بھی مسیح الزماں کو ماننے والیاں امام الزماں کی سنّت میں اپنے رب سے راز و نیاز میں مصروف ہوتیں۔ بہت کم ایسا ہوا کہ بیت الدعا والا حجرہ بالکل خالی ہو۔ کچھ خواتین مسلسل بیت الدعاء کے باہر کمرے میں اپنی باری کے لئے موجود ہوتیں، وہ بیت الدعا کی سیڑھیوں کے پاس کھڑی ہوتیں یا اپنی باری کے انتظار میں قرآن پاک لے کر پڑھ رہی ہوتیں۔۔

ایک بات بہت شدت سے محسوس کی کہ کسی بھی لجنہ ممبر میں خود غرضی کا عنصر نہیں تھا، کوئی بھی زیادہ دیر تک اندر رہنا پسند نہ کرتا اس لئے بعد میں آنے والوں کو بھی جلد موقعہ مل جاتا۔ کبھی چار کبھی پانچ خواتین اس میں ایک وقت میں سمٹ کر نماز پڑھتے دیکھیں بھی اور تجربہ بھی کیا، حضور کے صدقے اب اسمیں ایئر کنڈیشن اور پنکھا بھی لگا ہوا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

بیت الدعا سے فارغ ہو کر دوسرے متبرک کمروں میں جھانکتے تو ایک دو خواتین بیت الذکر میں، یا بیت الفکر، میں بھی سجدہ ریز ہوتیں، خاکسار بیت الذکر سے نکل کر درمیانی مشہور و معروف کھڑکی سے ہو کر مسجد مبارک والے حصے میں جاتی، صرف اس خیال سے کہ یقیناً حضرت مسیح موعود یا خلفاءؑ بھی اس کھڑکی سے مسجد مبارک میں گئے ہونگے۔ اس کے پہلو میں سُرخ چھینٹوں کے نشان والا کمرہ بھی عبادت کے لئے کھلا ہوتا ہے۔ کوئی عبادت کرے یا اللہ تعالیٰ کی سرخ چھینٹوں والے واقعے کی تجلّی کے متعلق سوچے اور حضرت عبداللہ سنوریؓ کی قسمت پر رشک کرے، یہ تو ہر زائر کی اپنی سوچ اور پہنچ پر منحصر ہے۔

قالین بچھا ہے ائیر کنڈیشن اور پنکھا بھی ہے۔ یہی حال مسجد مبارک کے پرانے حصے کی محراب والی جگہ کا تھا، اور کچھ ایسی ہی صورتِ حال اسی منزل پر واقع اُس کمرے کی تھی جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے نوماہ کے روزے رکھے تھے۔ محمد ﷺ اور غلام کے رستے سے گزر کر خدا پاتا ہے۔ سو ہر زائر کی اپنی سی کوشش ہوتی ہے۔ آگے رحمان خدا کی مرضی ہے کس کی جھولی میں کتنا ڈالتا ہے۔ اسی سوچ اور جذبے سے ہم نے بھی اپنی طاقتوں اور صلاحیتوں کو الدّار کے درودیوار سے خدائے پاک کی محبت سمیٹنے کی کوشش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہم پر بھی نظر کرم کرے۔ آمین

بیت الدعاء میں ناصرات الاحمدیہ
ایک خوبصورت منظر

یہ تمام مقدس کمرے جن کے گوشے گوشے سے خدا کے زندہ اور حیُّ قیوم ہونے کا ثبوت ملتا تھا۔ اپنے اندر ایسا سحر رکھتے ہیں کہ ان سے آزاد ہونا مشکل ہے، کبھی ایک کونے میں جاکر سجدہ کرو تو کبھی دوسرے کونے میں کھڑے ہو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگو، ایک دو دفعہ میں مشاہدے میں یہ بھی آیا کہ خواتین زائرات جن میں انفرادی یا گروپ کی صورت میں کبھی کنوئیں کو دیکھتی ہیں، وہاں لگی تختی پڑھ رہی ہیں، پھر اوپر آکر وہاں کے ایک ایک کمرے میں بے تابی سے عبادت کر رہی ہیں، ایسے جیسے اپنے پیارے راہبر، کے نشانوں کو ڈھونڈا جارہا ہے۔ یا کہ کہیں کوئی چیز قیمتی چیز کھو گئی ہو۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ بیرون از قادیان ہیں، تبھی یہ ہماری طرح بے تاب تھیں۔ ایسے ہی ایک دن جب کہ خاکسار بیت الذکر میں بیٹھی دُعا میں مشغول تھی اُس دن رش قدرے زیادہ تھا، اس لئے میرے علاوہ دو تین بہنیں اور بھی بیت الدعا میں جگہ ملنے کے انتظار میں تھیں کہ بیت الذکر کے دروازے پر ہلکی ہلکی آوازیں آنا شروع ہوئیں دروازے پر کچھ بچیاں (ناصرات) یونیفارم پہنے ہوئے جوتیاں اُتار کر اندر آرہی تھیں ان کے ہاتھوں میں قلم، پین اور کاپیاں تھیں، ابھی میں سوچ ہی رہی تھی کہ یہ اسکول کی بچیاں، صبح، صبح یہاں کیسے آگئی ہیں، کہ ایک بڑی خاتون کی آواز آئی جو بیت الدعاء کی سیڑھیوں کے پاس کھڑی تھیں کہ بچیوں کا امتحان ہے انہوں نے نفل پڑھنے ہیں اب انہیں بیت الدعاء میں جانے کی جگہ دے دو! کچھ ہی دیر میں بیت الدعاء میں نفل ادا کرنے والیاں باہر آگئیں اور بچیوں نے اندر جا کر نفل ادا کئے اپنی اپنی چیزیں پکڑیں اور اسکول کو چل دیں۔ یہ نظارہ میرے لئے اتنا حسین تھا، اتنا حسّاس تھا کہ اس زمانہ میں بھی یہ بچیاں خدا کے اتنے قریب ہیں، اور اہلِ قادیان اتنے خوش نصیب ہیں کہ ان کی بچیاں امتحان دینے جانے سے پہلے امام الزماں اور نبی اللہ کی عبادت گاہ میں آکر نفل پڑھتی ہیں تب انہیں سکون ملتا ہے، شاید یہ بات دوسروں کے لئے معمولی ہو، مگر میرے لئے ان بچیوں کے نصیبوں میں ایسی صبحیں جن میں وہ دیارِ مسیح کی سجدہ گاہوں میں جاکر امتحانات سے پہلے اپنی کامیابیوں کے لئے معصوم دُعائیں مانگنا، بہت ہی روح پرور سوچ ہے۔

(باقی آئندہ ان شاء اللہ)

مدثرہ عباسی۔ لندن

ایک باپ کا بیٹی کی شادی پر خط

جب میری شادی کی تاریخ رکھی جانی تھی تو میرے ابو جان مولانا عبدالباسط شاہد صاحب زیمبیا میں مشنری انچارج کی حیثیت سے خدمت بجا لارہے تھے۔ میری امی جان نے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے شادی کے لئے دعا کی درخواست کے لئے ملاقات کی۔ اس موقع پر میں بھی اپنی امی جان کے ساتھ تھی۔ پیارے آقا نے دعاؤں کے ساتھ شادی کی تاریخ مقرر کر دی اور ہماری حوصلہ افزائی کے لئے خود مجھے رخصت کرنے کا وعدہ فرمایا۔ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) نے رخصتی کے موقع پر دعا کروائی۔ ظاہر ہے کہ اس خاص موقع پر باپ کی غیر موجودگی کتنی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا خیال بھی پیارے آقاؒ نے ایسے رکھا کہ شادی سے چند روز پہلے غیر متوقع طور پر ابو جان کو پاکستان آنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ چونکہ بالکل بھی امید نہ تھی اور اچانک یہ خبر کہ ابو جان آرہے ہیں ہماری امی جان اور ہم سب بہن بھائیوں کے لئے بہت ہی خوشی کا باعث بنی یہ تو سلوک ہے ہمارے پیارے آقاؒ کا واقفین زندگی کے ساتھ، جبکہ ان دنوں جماعت کے وسائل بھی محدود تھے۔

یہاں یہ بتاتی چلوں کہ ہمارے ابو جان نے ہمیشہ ہماری تربیت اسلامی تعلیمات کو مد نظر رکھتے ہوئے کی۔ ہر وقت اور ہر لمحہ خدا تعالیٰ سے دعا، صبر اور شکر کی تلقین کرتے رہے اور کرتے ہیں۔

جب ہم چھوٹے تھے تب چھوٹے چھوٹے کام بھی کھیل کھیل میں خود سکھاتے رہے۔ خلفائے کرام، بزرگانِ احمدیت اور دادا جان (مکرم عبدالرحیم درویش صاحب) کے پیارے پیارے واقعات سناتے رہے۔ سو کر اٹھنے پر بستر کیسے سمیٹنا ہے، کمبل اور چادروں کی تہیں کیسے لگانی ہیں۔ امی جان کو علم ہوئے بغیر چائے خود بناتے اور ہم دونوں بہنوں کو چائے پیش کرنے کا کہتے جبکہ خود بھی امی جان کے ساتھ جا کر بیٹھ جاتے اور امی جان یہ سمجھتی تھیں کہ ہم دونوں خود چائے بنا کر لائی ہیں اور اس کے ساتھ بھی ایک کھیل ہوتی تھی۔ اسی طرح کھیل کھیل میں ہمیں بہت کچھ سکھایا۔ میری عمر 7 سال تھی جب ابو جان کی تقرری تنزانیہ ہو گئی اور مجھے وہ دن اس طرح یاد ہے کہ ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر ابو جان (واقف زندگی) کو الوداع کہنے والوں کا ایک تانتا تھا، لائن لگی تھی اور تمام احباب ابو جان سے مصافحہ کر رہے تھے اور ہم بہن بھائی اپنی امی جان کے ساتھ اسٹیشن پر ایک طرف کھڑے تھے اور ابو جان نے ہمیں بھی خدا حافظ کہا اور اس طرح ہم ابو جان کا خدا حافظ کہتے ہوئے ہاتھ لہراتا ہوا دور تک دیکھتے رہے کہ گاڑی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔ تین سال کے بعد جب ابو جان کی واپسی ہوئی تو اس وقت استقبال کرنے کے لئے آنے والے احباب سے اسی طرح اسٹیشن بھرا ہوا تھا اور سب ابو جان سے مصافحہ کر رہے تھے اور گلاب کے پھولوں کے ہار پہنا رہے تھے۔ اس وقت چونکہ ربوہ میں کسی قسم کی پابندیاں نہیں ہوتی تھیں اس لئے یہ طریق تھا جب مبلغین اپنی تقرری پر روانہ ہوتے اور جب ان کی واپسی ہوتی تھی تو اسی طرح ربوہ کے اسٹیشن پر رونقیں ہوا کرتی تھیں۔ بہر حال بات ہو رہی تھی کہ پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ابو جان کو میری شادی کے موقع پر خود بلوایا۔ **ابو جان نے میری رخصتی کے بعد اسی رات کو گیارہ بجے میرے نام خط لکھا، درج ذیل ہے جو آج بھی میرے لئے رہنمائی کا باعث ہے۔ الفضل کی زینت اس لئے بنا رہی ہوں تا اور بھی ہماری سب پیاری بہنوں اور بیٹیوں کی رہنمائی کا باعث ہو۔** یہ پیارا اور دعائیہ خط اپنی شان و شوکت کے ساتھ اسی طرح میرے پاس اصلی حالت میں محفوظ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

گیارہ بجے شب۔

مدثر پارے !

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ

خدا تعالیٰ کے کام نرالے ہیں اور اس کے بندوں سے اس کا سلوک عجیب ہوتا ہے۔ بغیر کسی تیاری، امید اور کوشش کے دور پار پردیس سے اس نے مجھے یہاں پہنچا دیا۔ تمہاری نئی زندگی کی صبح کی تاریخ مقرر کرنے میں بھی ایک تاریخ بن گئی اور بڑے ابا جان (میرے دادا جان) کی تاریخی بیٹی کے رخصتانہ کی تاریخ خود خلیفۂ وقت کے مشورہ اور ارشاد سے مقرر ہوئی۔ حضور کی خدمت میں تحریری اور زبانی دعا کی درخواست کا موقع ملا اور پھر یہ بھی کہ جو تاریخ مقرر ہوئی وہ آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کی ولادت مبارکہ کی تاریخ تھی۔ سُبۡحَانَ اللّٰہِ

؎ گرچہ بھاگیں جبر سے دیتا ہے قسمت کے ثمار

میری پیاری بیٹی! تمہاری زندگی کا نیا اور اہم باب شروع ہو رہا ہے میں کہہ نہیں سکتا دنیا کے ہر باپ کے جذبات یہی ہوتے ہوں گے مگر مجھے تو یوں لگتا ہے کہ میں تمہاری خوشی اور خوشحالی کی دعا کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے سامنے اپنی روح کو پانی کی طرح بہا دوں۔ تمہیں شاید حیرانی ہو مگر دعا کرتے ہوئے یہ حالت بھی آجاتی ہے کہ اے خدا! آگے اور کیا مانگوں۔ دینے والی ہستی اتنی عظیم و برتر اور سوالی وہ جو اپنی ضرورت سے بھی واقف نہیں۔

میری پیاری بیٹی! نئی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کے ذریعہ مدد کی طالب رہنا۔ اس کے سامنے ہمیشہ جھکی رہنا کہ عزت کے حصول کا اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ دنیا کے تجربہ میں نہیں آیا۔ ہر کسی کے حق کو سمجھ کر اسے باحسن ادا کرنے کی کوشش کرنا مگر مقصد خدا تعالیٰ کی خوشنودی رہے۔ لالچ سے تو خدا کے فضل سے تم ہمیشہ دور رہو گی۔ حسد، بغض اور کم ظرفی کی بلاؤں سے بچنے کی پوری کوشش کرنا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے تم ایک پرانے احمدی خاندان کی فرد ہو اور ایک مخلص احمدی خاندان میں شامل ہوئی ہو اس لحاظ سے تمہاری یہ بھی ذمہ داری ہو گی کہ بڑے وقار، تحمل، بردباری مگر عاجزی اور فروتنی سے ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھو۔ میں اس مضمون کو یہاں ختم کرتا ہوں مگر پورے یقین کے ساتھ کہ تم کو ان نصائح کی ضرورت نہیں ہے اور میں یہ سطور محض اپنے فرض کی ادائیگی کے طور پر لکھ رہا ہوں اور پورے یقین کے ساتھ کہ میرا خدا تمہیں بہت خوشیاں اور کامیابیاں عطا فرمائے گا۔ اے خدا! تو ایسا ہی کر۔

عزیز محی الدین کے متعلق میرا تاثر یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسے معاملہ فہمی اور تدبر کی دولت کے ساتھ ساتھ خدا اور رسولؐ کی محبت بھی عطا فرمائی ہے۔ اگر میرا یہ تاثر درست ہے اور خدا کرے کہ درست ہی ہو تو پھر میرا اطمینان اور یقین بے وجہ نہیں ہے۔۔۔۔ باقی پھر۔

ابو جان نے ہمیشہ ہمیں دعاؤں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

شادی کے بعد بھی انہیں جب محسوس ہوتا ہے کہ ہم میں کوئی کمزوری پائی جاتی ہے تو ابو جان ہمیں لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ (ابراہیم:7) کا سبق دیتے ہیں اور ہمیشہ ہمیں دعاؤں کا، ہر حال میں خدا تعالیٰ کا شکر بجالانے کا اور یہ کہ ہر بات اور ہر چیز میں سے اس کا مثبت پہلو تلاش کرنے اور منفی پہلو کو ہمیشہ نظر انداز کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اسی طرح امی جان نے بھی ہمیں بچپن سے ہی خدا تعالیٰ سے محبت اور خلافت سے وابستگی اور پیار، نمازوں میں باقاعدگی اور قرآن پاک کی تلاوت روزانہ صبح کرنے کی عادت ڈالی۔ خدا کرے کہ ہمارے بچے بھی جو اب شادی شدہ ہیں اور واقفین نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں اور بڑا بیٹا واقف زندگی ہے اللہ تعالیٰ ان تمام کو ہمیشہ خلافت سے وابستگی عطا کرے اور ان دعاؤں کے وارث بنتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے والدین کو صحت تندرستی والی خوشیوں سے بھرپور لمبی عمر عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے والدین کی امیدوں پر پورے اترنے والے ہوں اور ہمیشہ خدا تعالیٰ کا اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے بنیں۔ آمین

آج کی دعا

رَبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا ﴿۲۵﴾ (بنی اسرائیل: 25)

ترجمہ: اے میرے رب! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی تھی۔

یہ قرآن مجید میں مذکور ماں باپ کے لئے رحم و بخشش طلب کرنے کی بہت پیاری دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے نیز والدین کے حقوق کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پھر والدین کا وجود ہے، یہ ایسا وجود ہے کہ انسان تمام عمر بھی ان کے احسانوں کا بدلہ نہیں اتار سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ وہ جو کچھ بھی تمہارے ساتھ سلوک کریں، تمہارے سے سختی کریں، نرمی کریں، تم نے ہر حال میں ان سے نرمی اور محبت کا سلوک کرنا ہے۔ تم نے ان کی کسی بری لگنے والی بات پر بھی اُف تک نہیں کہنی۔ صبر سے ہر چیز کو برداشت کرنا ہے۔ ہمیشہ ان سے نرمی اور پیار کا معاملہ رکھنا ہے کیونکہ تمہارے بچپن میں ان کی جو تمہارے لئے قربانیاں ہیں تم ان کا احسان نہیں اتار سکتے۔ اور یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے لئے اس طرح دعا کیا کرو کہ رَبِّ ارۡحَمۡہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیۡ صَغِیۡرًا (بنی اسرائیل:25) کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی تھی۔۔۔۔ تو اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ماں باپ کے احسانوں کا ایک انسان بدلہ نہیں اتار سکتا لیکن دعا اور حسن سلوک ضروری ہے۔ اس سے کچھ حد تک آدمی اپنے فرائض کو ادا کر سکتا ہے اور اسی سے بخشش ہے۔

(خطبہ جمعہ 13/ اکتوبر 2006ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایڈیٹر کے نام خطوط

- مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون ، کینیڈا سے لکھتی ہیں۔

18 ستمبر 2021ء کے روزنامہ الفضل میں کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے بارے ہدایات بعنوان ’’ہدایات بابت کمپوزنگ و پروف ریڈنگ‘‘ پڑھا۔ آپ نے کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ سے متعلق پچاس راہنما اصولوں کو بیان کر کے یقیناً میرے جیسے نئے لکھنے والوں پر بڑا احسان کیا ہے۔ اُمید کرتی ہوں کہ یہ محنت شاقہ سے لکھے گئے تمام نکات روزنامہ الفضل آن لائن کے تمام قلمی معاونت کرنے والوں اور قارئین کے لیے ہر لحاظ سے ممد و معاون ثابت ہونگے۔ ان شاء اللہ ! اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہو اور اس کارِ خیر میں آپ کا معاون و مدد گار بھی۔ آمین

- مکرمہ عائشہ چوہدری ۔ جرمنی سے لکھتی ہیں :

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدام الاحمدیہ جرمنی کے اجتماع میں شمولیت کی تصاویر اور وڈیوز سوشل میڈیا پر دیکھی تھیں مگر آپ نے جس انداز میں ان لمحات کا ذکر ’’صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا‘‘ میں کیا ہے وہ ان لائیو وڈیوز اور تصاویر سے کہیں زیادہ خوبصورت اور متاثر کن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہر بات، ہر لفظ، ہر حکم کو اپنے اندر اتارنے کی توفیق دے اور ہم سب ان کی اطاعت کرنے والے ہوں۔ آمین

- مکرمہ شمیم اختر ۔ مسی ساگا ، کینیڈا سے لکھتی ہیں :

خدا تعالیٰ آپ کو اور آپ کی ٹیم کو بہترین جزا دے جس محنت سے آپ الفضل کے مختلف شعبہ جات میں کام کر رہے ہیں اور معلومات کا نئے سے نیا ذخیرہ ہم تک پہنچا رہے ہیں اس کی جزا تو بے شک خدا ہی آپ کو دے گا۔ الفضل اخبار میں اردو کے اسباق کا سلسلہ بہت ہی فائدہ مند ہے۔ ہم اردو بولنے والے بھی جن کے قواعد و ضوابط سے نا آشنا تھے بہت فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ خدا اس زبان سے محبت اور اسکو سیکھنے کا شوق ہماری نئ نسلوں میں بھی پیدا کرے۔ آمین۔

- مکرمہ صفیہ بشیر سامی ۔ کینیڈا سے لکھتی ہیں ۔

میں آج کل کینیڈا آئی ہوئی ہوں۔ اور لندن سے ایک دن پہلے یہاں اپنا الفضل پڑھ لیتی ہوں اور جب آپ کی طرف سے ملتا ہے تو اور بھی اچھا ہی لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی نیکیوں اور دن رات کی محنت کو قبول فرمائے آمین

- مکرم طاہر احمد ۔ فن لینڈ سے لکھتے ہیں :

جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اس مضمون بعنوان ’’صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا‘‘ کے سلسلے کو لکھنے کا۔ خاکسار کی عادت ہے کہ اگر تو کسی وجہ سے جاگ رہا ہوں تو یا تو فن لینڈ وقت کے مطابق 2 بجے کا انتظار کرتا ہوں تا کہ الفضل اول وقت میں پڑھ کر سو سکوں یا پھر صبح نماز وغیرہ کی ادائیگی کے بعد ناشتے سے قبل الفضل پڑھنے کی عادت ہے۔ اور الحمد للہ۔ سال ہا سال سے مطالعہ کتب کی عادت ہونے کے باعث پڑھنے کی سپیڈ کافی تیز ہو چکی ہے۔ اس لئے الفضل بہت جلدی ختم ہو جاتا ہے اور تشنگی رہ جاتی ہے لیکن اس تشنگی کو بعض مضامین یا اقتباسات دوبارہ پڑھ کر دور کر لیتا ہوں۔

آپ کا یہ مضمون بھی ایسا ہی ہے اور جو باتیں آپ اس مضمون میں بیان کر رہے ہیں، اس کا اس سے بہتر کوئی عنوان نہیں ہو سکتا تھا یعنی ’’صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا‘‘ اور اس قسط میں موجودہ دور کی اور موجودہ نسل کی مثالیں دے کے آپ نے اس مضمون سے جو تعلق باندھا ہے وہ بہت خوب ہے اور آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوت قدسی کا بہت بڑا ثبوت ہے کہ یہ اثر زمانے کی طوالت کے باوجود نسل در نسل خلافت کی برکت کے منتقل ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قوت تخیل و قلم میں ہمیشہ مزید برکت ڈالتا رہے اور اس اثر انگیزی سے لوگوں کو مستفیض ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔

- مکرم ظہیر احمد طاہر ۔ جرمنی سے لکھتے ہیں :

آج 23 ستمبر کے روزنامہ الفضل آن لائن میں ’’صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا‘‘ کے موضوع پر آپ کے مضمون کی چوتھی قسط پڑھنے کو ملی۔ الحمد للہ۔ اس مضمون میں آپ نے اطاعت خلافت سے متعلق جن نہایت ایمان افروز واقعات کا ذکر کیا ہے۔ ان کے متعلق یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان تمام واقعات کے ظہور کے وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار یا تو خود ان مواقع پر موجود تھا یا خاکسار کے بچے ان میں شامل تھے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

- ایک قاری نے لکھا ۔

ماشاء اللہ، بہت پُر اثر اور ایمان افروز تحریر ہے۔ حسب موقع احادیث کے حوالہ جات نے اس اداریہ کی شان دو بالا کر دی ہے۔ اللھم زدفزد

ارشاد حضرت مسیح موعودؑ

- حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں تحریر فرماتے ہیں کہ

’’میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دوربین نظر سے کام لیتا ہوں۔ تمام دنیا کو اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں۔ کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے۔ جسکو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

چھوٹی مگر سبق آموزبات

جلسہ سالانہ کے ایام میں دن رات کام جاری رکھنے کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’یہ بھی لوگوں کو وہم ہے کہ اگر رات نہ جاگیں تو انسان کو پتا نہیں مر جاتا ہے یا کیا ہو جاتا ہے۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی زندگی میں تین دفعہ یہ سبق سکھایا ہے کہ اگر آدمی دو مہینے بھی نہ سوئے ٹھیک طرح تب بھی کچھ نہیں ہوتا۔ صحت اچھی ہو جاتی ہے خراب نہیں ہوتی۔ اس واسطے یہ جلسہ کیا؟ جلسہ کے تو ہر سال ساری رات کام بھی کیا، تھوڑا سا سو بھی لیا کیا فرق پڑتا ہے۔ گھر جا کے بے شک سو لینا اپنی ماؤں کے پہلوؤں میں پیار کروانا ان سے کہ ہم کام کر آئے ہیں‘‘

(خطبہ جمعہ 21 نومبر 1980ء، خطبات ناصر جلد ہشتم صفحہ 711)

(مرسلہ: طاہر محمود مبشر۔ لندن)

طلوع و غروب آفتاب

05 اکتوبر 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	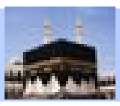	04:57	18:05
مدینہ منورہ	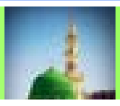	04:57	18:05
قادیان	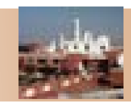	05:04	18:08
ربوہ		04:44	17:48
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:41	18:32